REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP — 3.

جلد ۲۷ — شمارہ ۳۰

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین :- جاوید اقبال اختر ، محمد انعام غوری

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN Pin: 143516.

اخبارِ احمدیّہ

قادیان ۲۴ر وفاء (جولائی) ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل کے ذریعہ موصول شدہ مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۷۸ء کی اطلاع مظہر ہے کہ

" حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمدللہ "۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی ، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں ۔ ★ نیز لندن سے ۸ر جولائی کی آمدہ اطلاع مندرجہ الفضل ۱۰ ہجرت ۸ مظہر ہے کہ بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے حضور کا مغربی افریقہ کا دورہ ملتوی ہو گیا ہے ۔

قادیان ۲۴ر وفاء (جولائی) محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مع اہل و عیال و جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔

الحمد للہ ۔

۲۰ر شعبان ۱۳۹۸ھ — ۲۷ر وفاء ۱۳۵۷ ہش — ۲۷ر جولائی ۱۹۷۸ء

احمدیوں کے نزدیک برطانیہ عنقریب تبدیلیٔ مذہب کی ایک زبردست رَو کی لپیٹ میں آنے والا ہے

" ان کا دعویٰ ہے کہ وہ عیسائیوں کو بھی اپنا ہم عقیدہ و ہم مذہب بنانے کی مہم میں کامیاب رہیں گے!"

لندن کی منعقدہ بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس پر مشہور عیسائی اخبار "کیتھولک ہیرلڈ" کا تبصرہ

برطانیہ کے کیتھولک عیسائیوں کے مشہور اخبار " کیتھولک ہیرلڈ " نے اپنے ۹ر جون ۱۹۷۸ء کے شمارہ میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے لندن میں منعقدہ سہ روزہ بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس (۲ر تا ۴ر جون ۱۹۷۸ء) پر تبصرہ کیا ہے ۔ یہ تبصرہ اخبار مذکور کے نامہ نگار فرانسس گملے (FRANCES GUMLEY) کا تحریر کردہ ہے ۔ اس نے یہ تبصرہ "مسلمان فرقے کی مہم " کے سہ کالمی جلی عنوان کے تحت نسبتاً جلی حروف میں شائع کیا ہے ۔ اور اسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فوٹو سے مزین کیا ہے اگرچہ نامہ نگار نے تبصرہ میں جگہ جگہ طنز کے نشتر بھی چلائے ہیں ۔ تاہم ایک عیسائی نامہ نگار کے طنزیہ انداز کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم اس تبصرہ کا اردو ترجمہ ریکارڈ کی غرض سے ذیل میں شائع کر رہے ہیں ۔ اس سے بھی یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ ہماری یہ کانفرنس عیسائی کلیسیا کو جھنجھوڑنے اور اس میں ہلچل پیدا کرنے میں کامیاب رہی ہے ۔ حتیٰ کہ ہر عیسائی فرقہ اور ہر طبقۂ خیال کے چرچ کو اس کا نوٹس لینے پر مجبور ہونا پڑا ہے ۔ فرانسس گملے اپنے اس تبصرہ میں رقمطراز ہے :-

" اس ہفتہ کے اختتام پر مختلف برطانوی چرچز کے مابین اتحاد و اتفاق کے حق میں ایک بہت ہی عجیب ذرائع سے کلمۂ توصیف سننے میں آیا ۔

اسلام کا ایک نیا فرقہ جو احمدیہ تحریک کے نام سے موسوم ہے یورپ پر چھا جانے کی امید لگائے بیٹھا ہے ۔ اس تحریک کے پیشوا خلیفۃ المسیح الثالث نے تبصرہ کے رنگ میں فرمایا " برطانیہ میں باضابطہ طور پر قائم شدہ چند ایک چرچ ہیں ۔ اور انہوں نے بھی باہم اشتراک سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو ایک متحدہ چرچ میں ڈھالا ہوا ہے ۔ جب میں امریکہ گیا تو مجھے ہر سڑک کے موڑ پر ایک نئے مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والا الگ چرچ نظر آیا ۔ یہ دیکھ کر میں ہنسی ضبط نہ کر سکا "۔

احمدیوں کے نزدیک برطانیہ عنقریب تبدیلیٔ مذہب کی ایک زبردست رَو کی لپیٹ میں آنے والا ہے ۔ ان لوگوں نے گزشتہ ہفتہ کے اواخر میں "مسیح کی صلیبی موت سے نجات" کے انوکھے موضوع پر کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ ، لندن میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی ہے ۔

ایک ایسے وقت میں جبکہ برطانیہ کے لوگ رفتہ رفتہ بین المذاہب مذاکرات کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔ احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ عیسائیوں اور دوسرے مسلمانوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کی زبردست مہم میں کامیاب رہیں گے ۔

خلیفۃ المسیح الثالث نے پٹنی میں واقع جماعتِ احمدیہ انگلستان کے ہیڈکوارٹر میں احمدیوں کے عقائد اور عیسائی چرچوں کے بارہ میں ان کے طرزِ عمل کی وضاحت کی ۔

وہ ایک خوش گفتار عمر رسیدہ شخص ہیں ۔ سر پر قرینے سے بندھی ہوئی کلف لگی پگڑی پہنتے ہیں ۔ جو ایک پر کشادہ تتلی کی طرح ان کے سر پر آویزاں نظر آتی ہے جب وہ اپنے جدِّ امجد اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد (جنہیں احمدی ان کے دعوے کی رُو سے مسیح موعود مانتے ہیں) کے کارناموں اور کارناموں کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں ملاطفت آمیز چمک پیدا ہو جاتی ہے ۔

ان کے چہرہ کی شگفتگی صرف اسی وقت متاثر ہوتی ہے جب وہ اس مخالفت کا ذکر کرتے ہیں جس کا اس ۸۹ سال پرانی تحریک کو سامنا کرنا پڑا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جملہ مذاہب کی متحدہ مخالفت کے باوجود دنیا بھر میں ہماری تعداد ایک کروڑ تک پہنچ چکی ہے اور کوئی دن نہیں چڑھتا جس میں ہمارا قدم ترقی کی طرف نہ بڑھتا ہو ۔

احمدیوں کے عقائد بعض نئے ہم خیال دوست حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں ۔ حضرت مرزا غلام احمد کے دعویٰ مسیح موعود کو تسلیم کرنے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے وسیع تر حلقہ سے کسی قدر دور ہو گئے ہیں ۔ مسیح کی شخصیت کے متعلق ان کے عجیب و غریب عقائد نے مسیحیوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کو ٹیڑھی کھیر بنا چھوڑا ہے ۔

ان کا عیسائیت کے خلاف جہاد کا ایک بنیادی حربہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اُتر نے کی وجہ سے صلیبی موت سے محفوظ رہا تھا پھر وہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی تلاش میں کشمیر چلا گیا ۔ احمدیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح کا مقبرہ کشمیر کے شہر سرینگر میں آج بھی موجود ہے اور وہاں جا کر اس کی زیارت کی جا سکتی ہے ۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہاں کے لوگ بنی اسرائیل کے ایک یا کئی قبیلوں کی اولاد اور نسل ہیں ۔

احمدی شروع ہی سے مخالفت کے عادی ہیں ۔ پاکستان میں ان کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے ۔ خلیفۃ المسیح الثالث نے اس ہفتہ گفتگو کے دوران بتایا کہ برطانیہ کے دوسرے مسلمانوں کے لیڈروں سے ملاقات کرنا ان کے پروگرام میں شامل نہیں ہے ۔

مسیح کی اُس مبینہ زندگی کے متعلق جو

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر : صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

انگلستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی اور جماعتی مصروفیات

احباب جماعت سے ملاقاتیں، ایک عیسائی کے خط پر تبصرہ، دیگر متفرق امور، بصیرت افروز خطبہ جمعہ کا ملخص

مکرم ملک یوسف سلیم صاحب شاہد، ایم۔اے

حضور کی ۱۳ ر جون سے ۱۶ ر جون تک کی مصروفیات کی رُوداد پیشِ خدمت ہے :-

احباب سے ملاقاتیں

۱۳ ر جون۔ حضور نے دس بجے صبح سے سوا دو بجے بعد دوپہر تک دفتر میں تشریف لا کر ضروری ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اور اہم جماعتی اور دینی اُمور سے متعلق لنڈن مشن کو ہدایات دیں۔ اور پھر مقامی احباب کے علاوہ بعض غیر ملکی وفود کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ نمازِ ظہر تک جاری رہا۔ حضور نماز سے فارغ ہوئے مسجد کے باہر GIPSEY HILL COLLEGE KINGSTEI کے پوسٹ گریجو ایٹ کے کچھ طلباء اور طالبات جن کا مضمون موازنۂ مذاہب تھا، اپنے ایک اُستاد کی سرکردگی میں حضورؑ کی ملاقات کے منتظر تھے۔ مختلف مذاہب کے بارہ میں تحقیق اور اس کے طریق کار کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ اثنائے گفتگو میں مختلف زبانیں سیکھنے کے بارہ میں حضورؑ نے فرمایا جرمن زبان بولنے میں انگریزی سے بھی زیادہ آسان ہے۔ فرمایا، زبان سیکھنے کا انحصار انسان کے خداداد ملکہ پر ہے۔ ہر کوئی ایسا نہیں کرسکتا۔ زبان سیکھنے کا کام شروع تو ہر کوئی کرلیتا ہے۔ لیکن اس پر عبور حاصل کرنا ہر ایک آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔

ایک عیسائی کے خط پر تبصرہ

عشاء کی نماز کے بعد حضور نے مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لنڈن سے اُس خط کا ذکر فرمایا جو اتوار کے "ٹیلیگراف" میں ایک انگریز کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اور جس میں اُس نے یہ اعتراض اُٹھایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے اور ماقبل صلیب تکالیف دئیے جانے کی وجہ سے انہیں اتنی کمزوری لاحق ہوچکی تھی کہ وُہ ہرگز کشمیر کے لمبے سفر کے قابل نہ تھے۔

حضورؑ نے فرمایا : اس شخص نے جو اپنے آپ کو عیسائی کہتا ہے اپنی بائیبل بھی نہیں پڑھی۔ کیونکہ بائیبل اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ حضرت مسیح تین دن کے بعد اپنے جسدِ عُنصری کے ساتھ گلیل کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں اپنے چند حواریوں کو بھی ملے۔ اور واقعۂ صلیب کے بعد اپنے زخم اپنے حواریوں کو دکھائے۔ تو اگر بقول بائیبل حضرت مسیح واقعۂ صلیب کے بعد گلیل کا لمبا سفر جسدِ عنصری کے ساتھ اختیار کرسکتے تھے تو چند ہفتوں کے بعد یا چند مہینوں کے بعد وُہ کشمیر کا سفر کیوں نہیں اختیار کرسکتے تھے۔ حضور نے مزید فرمایا کہ یہ تو بائیبل کا بیان ہے کہ تین دن کے بعد سفر اختیار کیا۔ ہوسکتا ہے۔ اور قرینِ قیاس بھی یہی ہے کہ کشمیر کا لمبا سفر آپ نے پُوری طرح صحت یاب ہونے کے بعد اختیار فرمایا ہو۔

احباب سے ملاقاتیں اور دیگر متفرق اُمور

۱۴ ر اور ۱۵ ر جُون۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ سلسلہ کے اہم اُمور سر انجام دینے میں مصروف رہے۔! علاوہ ازیں مقامی جماعت کے متعدّد دوستوں اور کئی غیر ملکی مندوبین سے انفرادی ملاقاتیں بھی کیں۔ ملاقاتوں کا سلسلہ روزانہ تین گھنٹے سے بھی زیادہ دیر تک جاری رہا۔ ۱۵ ر جون کو دن بھر بارش ہوتی رہی۔ اور سرد ہوائیں چلتی رہیں۔ جن سے موسم سرما کا گمان ہوتا تھا۔ خود یہاں کے رہنے والوں کے لئے بھی یہ موسم غیر متوقع تھا۔

عشاء کی نماز کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ مشن ہاؤس کی تیسری منزل پر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مدّظلہٗ کے کمرے میں اُن کی خیریت دریافت کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت چوہدری صاحب بہت کمزور ہوگئے ہیں۔ اور اکثر علیل بھی رہتے ہیں۔ اس کے باوجود خدمتِ دین کے کاموں میں سرگرم اور اہم علمی کاموں میں دقف رہتے ہیں۔ احباب دُعا کریں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے محترم چوہدری صاحب کو صحت، وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

نمازِ جمعہ

۱۶ ر جُون جمعۃ المبارک کا روزِ سعید تھا۔ حضور نے نمازِ جمعہ مسجد فضل لنڈن میں پڑھائی۔ اور ایک بصیرت افروز خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جو قریباً ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ حضور کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے مقامی اور غیر ملکی وفود کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔

حضور نے خطبۂ جمعہ کے آغاز میں اگلے ماہ افریقہ کے تبلیغی سفر پر روانہ ہونے کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے دوستوں کو دُعا کی تحریک کی۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اِس دَورہ کو ان مُلکوں کیلئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور ہر قدم پر رُوح القدس سے تائید و نصرت فرمائے (آمین)

آپ نے فرمایا، امتِ محمّدیہ میں اولیاء اللہ اور مجدّدین کا جو سلسلہ جاری رہا ہے۔ اس میں یہ قدرِ مشترک ہے کہ بے شک انہوں نے اپنے اپنے حلقہ میں زبردست جہاد کیا۔ لیکن اُن کی کوششوں کا دائرہ کسی خاص شہر یا مُلک تک محدود ہوتا رہا ہے۔ بنی نوعِ انسان کی ہمہ گیر اصلاح کا کام اُن کے ذمّہ نہیں تھا۔ وہ تو صرف نوعِ انسان کے کسی نہ کسی ایک حصّے کی اصلاح پر مامور ہوتے تھے۔ یہ شرف صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کو حاصل ہُوا ہے کہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی میں آپؑ کا مشن عالمگیر اور آپ کی تبلیغی کوششوں کا دائرہ ساری دنیا پر پھیلا ہُوا ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی جب بھی انسان کو مخاطب کیا ہے، کسی خاص حلقہ کے لوگوں کی بجائے تمام بنی نوعِ انسان کو مخاطب کیا ہے۔

حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے چند اقتباسات پڑھ کر سُنائے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُنیا کے تمام لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے خدا دانی اور خدارسی پر زور دیا ہے۔ اور دُنیا پرستی کو چھوڑ کر نیکی اور تقویٰ اور بنی نوعِ انسان کی سچی ہمدردی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

آپ نے فرمایا انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وُہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اور بشری کمزوریوں کے دُور ہونے کے لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدُعا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ چاہے تو انسان کے سارے گناہ بخش سکتا ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وُہ خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرے اور دُعا کے ذریعہ سے اس کو راضی رکھنے کی کوشش کرے اُس کا ہو کر اور اس میں کھوئے جاکر۔ اور اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں پر صفاتِ الٰہیہ کا رنگ چڑھا کر اگر انسان کو خدا مِل جائے تو پھر اسے دُنیا کی کسی اَور چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ پس اصل چیز خدا کا پیار ہے اگر یہ انسان کو حاصل نہ ہو تو اس کے اعمال خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ کسی کام کے نہیں۔ اس لئے میں جماعت کے ہر فرد سے یہ کہتا ہوں کہ تم خدا کے ہو جاؤ۔ اور شرک کی ہر راہ سے مجتنب رہو۔ اپنے دِل میں حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار پیدا کرو۔ کیونکہ آپ کا وجود حُسن و احسان میں یکتا اور علم و عمل میں کامل ہے۔ جب تک آپ کا پیار دِل میں پیدا نہ ہو اور آپ کی عظمت اور جلالتِ شان کا احساس نہ ہو اُس وقت تک ہم اسلامی احکام پر کما حقّہٗ عمل نہیں کرسکتے۔

حضور نے فرمایا، اس وقت جماعت احمدیہ کے افراد پر بہت بڑی ذمّہ داری ہے۔ انسان اور شیطان کے درمیان وُہ آخری جنگ جس کے متعلق پہلے نوشتوں میں بھی خبر دی گئی ہے۔ وُہ اس وقت لڑی جارہی ہے اور یہ وہی جنگ ہے جس میں فتح یاب ہو کر ہم نے توحیدِ حقیقی کو قائم کرنا ہے

(آگے دیکھئے صفحہ پر)

خطبہ جمعہ

یہ ایک خدائی تقدیر ہے کہ اسلام دُنیا کے ہر خطّہ میں اور دُنیا کے ہر مذہب پر غالب آئیگا اور ہر طرف اسلام ہی اسلام ہو گا !

لیکن

اس کیلئے ہماری کئی نسلوں کو قربانیاں دینی ہونگی میدانوں میں مذاہبِ باطلہ کا دلائل اور آسمانی نشانوں سے مقابلہ کرنا پڑیگا

لندن میں کسرِ صلیب کانفرنس غلبۂ اسلام کی مہم کا ایک حصّہ ہے اس سے مخالفینِ اسلام کی زندگی میں ایک موافقِ اسلام حرکت پیدا ہوئی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ احسان ۱۳۵۷ ہش مطابق ۹ جون ۱۹۷۸ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا :-

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے :-

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء : ۱۰۸)

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (التوبۃ : ۳۳)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالمین کے لئے رحمت ہیں اور آپ کا دین باقی ادیان پر غالب آئے گا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت کے پہلے دن ہی سے عالمین کے لئے بطور رحمت ہیں اور قیامت تک بطور رحمت کے ہیں اور پہلے دن سے ہی یہ مقدر تھا کہ دینِ اسلام تمام ادیانِ باطلہ پر اپنے

حُسن و احسان کے ذریعہ

سے غالب آئے گا۔ لیکن یہ ایک دن کا کام نہیں تھا یہ صدیوں کا کام تھا چنانچہ پہلے دن سے ہی ایک عظیم مجاہدہ کی ابتداء ہوئی اور یہ مجاہدہ پھیلاؤ میں بڑھتا چلا گیا اور اس کی ترقی کی حرکت میں شدت پیدا ہوتی چلی گئی۔ اور پیار کے ساتھ اور دلائل قاطعہ کے ساتھ اور حجج ساطعہ کے ساتھ اور آسمانی نشانوں کے ساتھ اور قبولیتِ دعا کے نشانوں کے ساتھ دنیا کے دل میں آہستہ آہستہ ایک انقلاب پیدا کرتا رہا۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل یہ ذمہ داری اٹھاتی رہی۔ اور اس مہم کو آگے بڑھاتی رہی۔ آخر تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد اس مہدی کا ظہور ہوا جس کے متعلق تمام بزرگوں نے قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۔

کی رُو سے کہا ہے کہ دینِ اسلام کے کامل غلبہ کا زمانہ مہدی کا زمانہ ہے یعنی وہ جو ایک جدّوجہد تھی اور غلبۂ اسلام کے لئے قربانی اور

ایثار پیش کرنے کی مہم

تھی، وہ تو پہلے دن سے جاری ہو چکی تھی اور آگے ہی آگے بڑھتی چلی جارہی تھی۔ جس نے مہدیٔ معہود کے ذریعہ اپنی انتہاء کو پہنچنا تھا۔ اس لئے ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ مہدی علیہ السلام کے ذریعہ اس زمانہ میں تمام ادیانِ باطلہ کے خلاف عقلی لحاظ سے ایسا مواد جمع کر دیا جائے گا کہ دوسرے مذاہب کے پیرو

اسلام کا مقابلہ

نہیں کر سکیں گے۔ ان میں عیسائیت بھی ہے۔ ان میں بدھ مت بھی ہے پارسیوں کا زرتشتی مذہب بھی ہے اور ہندو مذہب بھی ہے۔ آریہ اس کا ایک فرقہ ہے جو اسلام کی مخالفت میں بڑا تیزی سے ابھرا۔ [illegible]

میری فکر کے مطابق لوگوں کے وہ نظریات بھی اس میں آجاتے ہیں۔ جو مذہب تو نہیں لیکن ازم کہلاتے ہیں یعنی وہ خیالات جن کے ذریعہ کوئی فلسفہ یا انسانی معاشرہ یا کوئی تمدن قائم ہوتا ہے۔ مثلاً اشتراکیت ہے یا سوشلزم ہے۔ اور اسی طرح آئے دن دوسرے بہت سے ازم ہیں جو ابھرتے اور مٹتے چلے آرہے ہیں اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اسلام اشتراکیت پر غالب نہیں آئے گا بلکہ ہر وہ مذہب اور نظریہ یا دُنیوی فلسفہ جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اسلام اُس پر بھی غالب آئے گا۔

جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کُتب کا مطالعہ کرتے ہیں اور آپ کی تحریرات پڑھتے ہیں یا آپ کے ملفوظات ہمارے زیرِ مطالعہ آتے ہیں اور اُن پر غور کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ پہلوں نے جو یہ کہا تھا کہ

مہدی کے زمانہ میں

اسلام ادیانِ باطلہ اور ہر قسم کے ازموں پر غالب آئے گا وہ درست کہا تھا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمِ کلام، تفسیرِ قرآن اور آسمانی نشانات اور دُعاؤں کی قبولیت میں اتنا زبردست مواد ملتا ہے کہ عقلِ انسانی یہ بات سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ وعدہ کا زمانہ یا مجھے یوں کہنا چاہیئے کہ وعدہ کا زمانہ آچکا ہے مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ ایک دن کا کام نہیں اس کے لئے مسلسل جدّوجہد کی ضرورت ہے۔

جہاں تک عیسائیت کا سوال ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں دُنیائے عیسائیت نے

بڑے زبردست نشان

دیکھے۔ امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی تھا اس کے بڑے دعوے تھے۔ وہ بڑی شان کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] کے خلاف اُٹھا تھا اور بڑی ذلّت کے ساتھ اُس نے شکست کھائی تھی اور اُس وقت کے اخبارات اس عظیم نشان سے بھرے پڑے ہیں۔ پھر خود ہندوستان میں عیسائیوں کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مناظرہ ہوا جس میں دلائل کے ساتھ اور بڑے عظیم علمِ کلام کے ذریعہ اسلام کی برتری ثابت ہوئی۔ یہ آتھم کے ساتھ مناظرہ ہوا تھا جو جنگِ مقدس کے نام سے چھپا ہے۔ پھر

نشانوں کی دُنیا میں

جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو اُن کے دشمنوں نے صلیب پر لٹکا کر مار دینا چاہا لیکن وہ ناکام ہوئے اسی طرح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے اس مسیح کے خلاف بھی عیسائی دُنیا نے سازشیں کیں کہ کسی طرح وہ پھانسی چڑھ جائیں۔ چنانچہ آپ کے خلاف مقدمے بنائے گئے۔ ہر قسم کی جھوٹی گواہیاں پیش کی گئیں جو کہ مت

عیسائیوں کی بھی گواہیاں عیسائیوں کی تھیں۔ ان گواہیوں کو مضبوط کرنے والی کچھ اور گواہیاں بھی تھیں۔ حالات سازگار نہیں تھے لیکن خدا اپنے وعدوں کا سچا ہے جیسا کہ اس نے کہا تھا ویسا ہی اس نے کر دکھایا کہ لوگ تیرے ساتھ نہیں ہوں گے لیکن میں تیرے ساتھ کھڑا ہوں گا اور تجھے دشمنوں کی ہر تدبیر سے بچاؤں گا۔

اب یہ جو ڈوئی کا واقعہ ہے یا جو علمی لحاظ سے عیسائیوں کے ساتھ ہندوستان میں مناظرہ ہوا تھا اور اس سے اسلام کی برتری ثابت ہوئی یہ تو

اسلام کی نشأۃ ثانیہ

سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے ہر صدی میں اسلام کے حق میں اسلام کے دشمنوں کے ساتھ بحث کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے وقت کے اولیاء کو اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے والے اور آپؐ کے جاں نثاروں کو روحانی علوم سکھائے اور انہوں نے مخالف اسلام طاقتوں کا علمی میدان میں مقابلہ کیا آسمانی نشانوں میں۔ دعاؤں کی قبولیت میں انہوں نے بڑے نشان دکھائے۔ انسانی تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔ کچھ نشان انسان نے یاد رکھے اور کچھ کو انسان بھول گیا۔ یہ تو درست ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ انسانی تاریخ معمور ہے اس قسم کے علمی نشانوں سے اور آسمانی نشانوں سے اور ان نشانوں سے بھی جن کو ہم قبولیت دعا کا نشان کہتے ہیں۔

پس ایک مسلسل حرکت ہے جس میں ضعف تو آیا لیکن وہ حرکت بند نہیں ہوئی جو اسلام کو غالب کرنے کے لئے پہلے دن سے شروع ہو چکی تھی اور یہ جاری رہی یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ آگیا۔ آپ کی زندگی ایک عظیم مجاہد اسلام کی زندگی ہے۔ آپ کا جو عمل تھا وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک

عظیم روحانی فرزند

اور آپؐ کے ایک عظیم محبوب کا عمل تھا۔ خدا تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو قائم کرنے کے لئے آپ کو جو نشانات دیئے وہ ہر میدان میں عظیم تھے لیکن وہ پہلی حرکت تھی اور تحریک جاری ہوئی تھی اسلام کے غلبہ کے لئے اور جس کے اثرات آگے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے اُن سے وہ کٹی ہوئی نہیں تھی بلکہ اسی جدوجہد کے تسلسل میں تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے شروع ہوئی تھی۔

شاید کسی نے یہ خیال کیا ہو کہ اتنا بڑا واقعہ ہو گیا ڈوئی کے ساتھ اور عیسائیت کو اس قدر عظیم شکست ہو گئی اب شاید کوئی فوری انقلابی تبدیلی ظاہر میں نظر آنے والی پیدا ہو جائے عیسائی دنیا میں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا کیونکہ مقدر یہ ہے اور پہلے سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ یہ جہاد جاری رہے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتایا گیا ہے کہ ابھی تین صدیاں نہیں گزریں گی یعنی تین صدیاں جتنی ہیں ان کے اندر اندر ہو سکتا ہے ڈیڑھ صدی میں اور ہو سکتا ہے دو صدیاں لگ جائیں۔ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے

هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔

کا یہ اعلان اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا کے سامنے عملاً ایک صداقت کی شکل اختیار کر جائے گا اور واقعہ میں اسلام

دنیا کے ہر خطہ میں

اور دنیا کے ہر مذہب پر غالب آئے گا اور دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو گا اور ایک ہی خدا ہو گا جس کی پرستش کی جائے گی اور ایک ہی پیشوا ہو گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کی عظمت اور جلال کے ترانے گائے جائیں گے۔

یہ جو ہماری کانفرنس ہوئی ہے یہ کسی جہاد کا ایک حصہ ہے۔

یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ۲-۳-۴ جون کو ہماری کانفرنس ہوئی اور ۵ جون کو ساری دنیا نے عیسائیت نے اسلام کو قبول کر لینا ہے۔ یہ ایک اور قدم ہے جو آگے بڑھا ہے۔ اُمت محمدیہ نے تبلیغی میدان میں خدائی وعدوں کے مطابق جتنے قدم آگے بڑھائے ہیں ان میں سے ہر قدم پر مخالفین کی زندگی میں ایک دافع اسلام حرکت پیدا ہوتی رہی ہے اُن کی جڑوں کو ہلا کر رکھ دیا جاتا رہا ہے۔ شروع سے آخر تک ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ آہستہ آہستہ عظیم تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔ یہ ایک بہت لمبا مضمون ہے اس کے لئے ساری صدیوں پر غور کرنا پڑے گا۔

ہم جب اپنے زمانہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ اسلام نے عیسائیوں کی زندگی میں

ایک عظیم انقلاب

اور تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ ایسے ہی جیسے کسی چیز کو جھنجوڑ کر رکھ دیا جائے اسی طرح غیر مذاہب کی حالت ہو گئی ہے لیکن ابھی یہ وقت نہیں آیا کہ ہم آرام کریں اور سمجھ لیں کہ جو کام ہم نے کرنا تھا وہ کر لیا ہے۔ ابھی ہماری کئی نسلوں کو خدا اور خدا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربانیاں دینی پڑیں گی۔ ابھی کئی میدانوں میں ہمیں ادیانِ باطلہ کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ دلائل کے ساتھ بھی اور آسمانی نشانوں کے ساتھ بھی اور قبولیت دعا کے ساتھ بھی۔

میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض (challenges) چیلنج کو مسیحی دنیا کے سامنے دہرایا تھا۔ یہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے ابھی تک انہوں نے چیلنج قبول نہیں کیا۔ تین سال ہوئے

ڈنمارک کے ایک صحافی

ربوہ آئے تو اُن سے میری بات ہوئی تھی۔ کہنے لگے پادری کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے بڑی سختی کی تھی۔ میں نے کہا میں نے سختی تو کوئی نہیں کی تھی۔ میں نے تو ان کو یہ کہا تھا کہ آؤ مقابلہ کر لو۔ خدا تعالیٰ آپ ہی فیصلہ کر دے گا کہ وہ کس کے ساتھ ہے اور کس کے ساتھ نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا اچھا یہ بات ہے میں جا کر اُن کی خبر لیتا ہوں۔ یہ تو مجھے علم نہیں کہ اس نے خبر لی یا نہیں لی۔ لیکن اس کے دماغ پر یہ اثر ضرور تھا کہ اُس کو سختی نہیں کیا کرتے۔

پس ہم تو عیسائیوں سے کہتے ہیں ہمارے ساتھ محبت کے ساتھ اور آشتی کے ساتھ اور صلح کی فضا میں تبادلۂ خیال کر دو۔ جہاں تک مذہب کا سوال ہے اس کا تعلق انسان کے دل اور دماغ کے ساتھ ہے جسے انگریزی میں heart اور mind کہتے ہیں ان کے ساتھ مذہب کا تعلق ہے۔ انسان دوسرے کا دل جیتتا ہے پیار کے ساتھ اور mind جیتتا ہے دلائل اور نشانات کے ساتھ۔

پس اسلام میں حسن و احسان بھی بڑا ہے اور اس کی تعلیم میں

صداقت اور شوکت

بھی بڑی ہے اور اس کی صداقت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں کے جو نشان ظاہر کرتا ہے اس کی عظمت کے سامنے تو کوئی دوسری چیز ٹھہر نہیں سکتی۔

غرض ایک قدم ہم نے اور اٹھایا ہے۔ ہماری نسل جو آج زندہ ہے اور جوان ہے اور ذمہ داریوں کو اٹھائے ہوئے ہے ان کو پتہ نہیں اس میدان میں کتنے اور قدم اٹھانے پڑیں گے۔ اس کے بعد پھر دوسری نسل آجائے گی اور پھر اگلی نسل آجائے گی۔ میں نے کئی دفعہ پہلے بھی کہا ہے کہ میرے اندازہ کے مطابق جماعتِ احمدیہ کی جو دوسری صدی ہے وہ غلبۂ اسلام کی صدی ہے یعنی ہماری جماعت احمدیہ کی زندگی کی دوسری صدی میں وہ تمام وعدے جو غلبۂ اسلام کے لئے کئے گئے تھے۔ وہ انشاء اللہ پورے ہوں گے اور وہ عظیم مجاہدہ جو بعثت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شروع ہوا تھا وہ اپنے انتہائی عروج کو پہنچ جائے گا

(آگے مسلسل صفحہ ۵ کالم ۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

مسیح علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اُترنے کے متعلق جماعت احمدیہ نے حقائق پر مبنی انقلاب انگیز نظریہ پیش کیا ہے

مسیح علیہ السلام کی واقعہ صلیب کے بعد کی طویل زندگی کے متعلق تاریخی شواہد اور جدید انکشافات

بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی تلاش اور ان کی تعیین کے متعلق تاریخی شواہد اور جدید انکشافات

لندن کی کسر صلیب کانفرنس کے دوسرے روز پڑھے جانے والے مدلل ٹھوس اور پر مغز مقالہ جات کا ملخص

مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر جماعت احمدیہ انگلستان کی بین الاقوامی کانفرنس کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس میں پڑھے گئے مقالہ جات کا ملخص گذشتہ اشاعت میں جملہ احباب ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سہ پہر کے اجلاس میں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب۔ فاضل اناجیل محترم شیخ عبدالقادر صاحب۔ موازنۂ مذاہب کے ایک آزاد خیال برطانوی سکالر مسٹر آر۔ سی۔ ای رکال لینڈ نے ٹھوس اور مدلل مقالے پڑھے۔ قارئین کرام کے علمی استفادہ کی خاطر ان مقالہ جات کا ملخص جو اخبار الفضل کی مختلف اشاعتوں میں شائع ہوا ہے۔ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے ——— (ایڈیٹر بدر)

"مسیح کا صلیبی موت سے نجات" کے موضوع پر جماعت احمدیہ کی سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کے دوسرے روز ۳ جون ۱۹۷۸ء کے سہ پہر کے اجلاس میں صدارت کے فرائض نامور سائنسدان محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے ادا فرمائے۔ اجلاس میں تلاوت قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے بانی سلسلۂ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے اپنا فاضلانہ مقالہ پیش کیا۔ آپ کے مقالہ کا موضوع تھا "بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل"۔

کانفرنس کے انعقاد کا مقصد

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے مقالہ کے آغاز میں کانفرنس میں زیر بحث موضوع اور خود کانفرنس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا دُنیا کے تین بڑے اور اہم مذاہب یعنی یہودیت، عیسائیت اور اسلام مسیح علیہ السلام کی شخصیت میں گہری دلچسپی اور ان کے وجود کے ساتھ وابستگی کے مدعی ہیں گر ان میں سے ہر ایک کی دلچسپی اور وابستگی ایک دوسرے سے مختلف اور بعض لحاظ سے متضاد حیثیت کی حامل ہے۔ ان تینوں مذاہب کے ماننے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے حتی کہ دُنیا کی غالب اکثریت ان تینوں مذاہب کے ماننے والوں پر ہی مشتمل ہے۔ موجودہ کانفرنس کے انعقاد کا مقصد یہی ہے کہ ایک انتہائی اہمیت کے حامل مسئلہ کی طرف دُنیا کی توجہ مبذول کرائی جائے تاکہ مسیح علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق متضاد نظریات کی وجہ سے جو بحث جاری ہے وہ کسی نتیجہ پر پہنچنے میں کامیاب ہو اور متلاشیانِ حق اپنے غلط عقائد اور نظریات سے دستبردار ہونے کے قابل ہو سکیں۔ اس کانفرنس کا انعقاد ہم میں سے ہر ایک کے لئے ایک دعوت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ دعوت یہ ہے کہ ہم اس مسئلہ پر گہرے غور و فکر سے کام لیں اور اس زمانہ میں جو شہادتیں اور تاریخی شہادت مہیا ہوئے ہیں انہیں ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو کر غیر جانبدارانہ طور پر پرکھیں۔ اور حق کو قبول کرنے میں پس و پیش سے کام نہ لیں خواہ وہ ہمارے موجودہ نظریات سے کتنا ہی متضاد اور مختلف ہی کیوں نہ ہو۔

ایک اہم سوال

محترم صاحبزادہ صاحب نے مقالہ میں اُن شہادتوں کا اختصار سے ذکر کیا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتارے گئے تھے اس لئے اُن کے مرنے، مر کر جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کا سوال اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا اگر مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ وہ مادی جسم کے ساتھ آسمان پر گئے تو لامحالہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صلیب سے زندہ اُتر آنے کے بعد انہوں نے کدھر کا رُخ کیا۔ اور وہ گئے کہاں؟ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ اُن کے مر کر جی اُٹھنے اور مادی جسم کے ساتھ آسمان پر جانے کا قصہ محض بے اصل ہے عجیب بات ہے کہ کسی نے بھی اس امر کی وضاحت نہیں کی کہ مسیح علیہ السلام کے صلیب پر سے اُترنے اور پھر مرنے کے بعد جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کے درمیان تین دن کا وقفہ کیوں پڑا؟ اگر وہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے صلیب پر فوت ہو گئے تھے تو وہ فوری طور پر کیوں نہ جی اُٹھے اور کیوں نہ اُسی دم آسمان پر چلے گئے؟ تین دن کا وقفہ پڑنے میں آخر کیا حکمت تھی؟ یہ ایک بنیادی سوال ہے جس کا جواب دینے کی کسی نے زحمت گوارا نہیں کی۔ تین دن کے اس وقفہ کی بجز اس کے اور کوئی معقول وجہ نہیں ملتی کہ یہ تین دن علاج معالجہ اور صلیب کی اذیت کے بعد طاقت بحال ہونے اور وہاں سے بچ نکلنے میں صرف ہوئے۔

فلسطین سے ہجرت کی وجہ

اس کے بعد آپ نے مسیح علیہ السلام کی فلسطین سے ہجرت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بائیبل میں مذکور ہے کہ مسیح علیہ السلام

اسلام ہر طرف پھیل جائے گا

لیکن یہ سمجھنا کہ جون کی پانچ تاریخ ہمارے لئے سو جانے کا دن تھا۔ صحیح نہیں۔ وہ ہمارے سو جانے کا دن نہیں تھا۔ ۲، ۳ اور ۴ جون کو ہماری کانفرنس تھی اور پانچ کو پھر ہمارے لئے مجاہدہ کا دن ہے آرام کا دن نہیں تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمارے سکون اور آرام اور چین کا وہ دن ہوگا جب دُنیا کی بڑی بھاری اکثریت کے دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیت لئے جائیں گے۔ اور دُنیا کے ہر گھر پر توحید کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا

لیکس نمبر

دُعائیں کرو

اور اپنے مقام کو پہچانو اور جو ذمہ داریاں ہیں اُن کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کے دن گزارو اور عاجزی سے خدا سے یہ دعا کرو کہ وہ آپ کو بھی اور جو بھی اپنی رضا کی راہوں پر چلائے ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے اور جتنی بھی تھوڑی قربانیاں ہیں اُن میں بے شمار گنا زیادہ برکت ڈال دے تاہم کامیابی کا دن دیکھنے والے ہوں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

دُعائے مغفرت

میر عطاء الرحمٰن صاحب گیرنگ جو کٹک میں مقیم ہیں اُن کی اہلیہ وضع حمل نہ ہوسکنے کی وجہ سے اچانک وفات پا گئیں۔ خاوند کے لئے یہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنی مغفرت سے نوازے۔ آمین۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

درخواست دُعا

ردرک میں ایک دوست بشیر احمد اعوان انسپکٹر وقفِ جدید برقان کے مرض میں مبتلا ہیں۔ اپنی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار:
رفیق احمد انسپکٹر تحریک جدید قادیان

صرف اسرائیل کے گمشدہ قبائل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ چنانچہ انجیل میں مسیح علیہ السلام کا یہ قول درج ہے کہ:-

"بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔
(متی باب ۱۵۔ آیت ۲۴)

اسی طرح انجیل لوقا میں لکھا ہے کہ:
"ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے"۔
(باب ۱۹۔ آیت ۱۰)

اب اگر یہ کہا جائے کہ فلسطین میں آباد یہودی بھی گم کردہ راہ ہونے کی وجہ سے کھوئے ہوؤں سے ذیل میں آتے ہیں تو پھر وہ یہودی فلسطین سے باہر دور دراز علاقوں میں جا آباد ہوئے تھے اُن کا کھویا ہوا ہونا بدرجہ اولیٰ مسلّم ٹھہرے گا کیونکہ وہ جسمانی اور روحانی ہر دو لحاظ سے کھوئے ہوئے تھے۔

مقالہ جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل بارہ قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے اُن میں سے دو اُس سرزمین میں آباد تھے جن میں مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ جہاں اُنہوں نے انجیل کی منادی کی۔ جہاں انہیں صلیب پر لٹکایا گیا۔ باقی دس قبائل دوسری زمینوں میں بکھرے ہوئے تھے۔ مسیح علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ آسمانی مشن اُس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا تھا اور آپ اپنے مشن میں اُس وقت تک کامیاب نہیں قرار پا سکتے تھے جب تک کہ آپ باقی دس قبائل (جو بنی اسرائیل کی اکثریت پر مشتمل تھے) کے درمیان بھی نہ جاتے اور ان تک خدا کا پیغام نہ پہنچاتے۔ اب رہا یہ امر کہ وہ دس قبائل کہاں آباد تھے، سو خود انجیل سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ وہ فلسطین سے مشرق کی جانب دُور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے چنانچہ وہ ستارہ جو آپ کی پیدائش کے وقت ایک نشان کے طور پر ظاہر ہوا تھا وہ مشرق میں ہی نکلا تھا۔ (متی باب ۲ آیت ۲) پس جو لوگ ستارہ دیکھنے کے بعد یہودیوں کے نومولود بادشاہ کی تلاش میں آئے تھے وہ اسرائیلی ہی تھے۔

گمشدہ قبائل کہاں آباد تھے؟

اس امر کا ثبوت دیتے ہوئے کہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل مشرق کی سمت ہی آباد تھے۔ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے فرمایا کہ بہت سے محققین کا یہ دعویٰ ہے کہ کشمیر، افغانستان، ہندوستان کے بعض حصوں اور اردگرد کے بعض علاقوں کے لوگ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل ہی کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں آپ نے تیس سال کے قریب یورپی مصنفین کشمیر کے چھ قدیمی مسلمان مؤرخوں اور پنڈت جواہر لال نہرو سمیت دو ہندو سکالروں کی کتابوں اور تحریرات کے حوالہ جات پیش فرمائے۔ اس ضمن میں آپ نے مسٹر جان نوبل (John Noble) کے ایک مضمون کا حوالہ بھی پیش کیا۔ جو ۱۹۳۰ء میں "ایشیا میگزین" میں "آسمان کی بلندیوں کو چھونے والی کشمیر کی برف پوش چوٹیاں" (The Heavenly High Snow Peaks of Kashmir) کے زیر عنوان شائع ہوا تھا اس میں اُنہوں نے لکھا تھا:-

> "وہ (یعنی اہلِ کشمیر) خالص ترین یہودیوں سے بڑھ کر اصلی اور نسلی یہودی نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ نہیں ہے کہ وہ لمبا چوغہ نما لباس (جو بائیبل میں مذکور ملبوسات کے متعلق ہمارے تصورات سے ملتا جلتا ہے) پہنتے ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے چہروں کی وضع قطع اور خدوخال کی بناوٹ یہودی خدوخال کی ہوبہو نقل نظر آتی ہے۔ اس پر مزید عجیب مماثلت یہ ہے (اور کیا اسے اتفاقی مماثلت قرار دیا جا سکتا ہے؟) کہ کشمیر کے متعلق ایک مستحکم روایت کی رُو سے اہلِ کشمیر کا یہودیوں سے گہرا تعلق اور رشتہ ہے"۔

اہلِ کشمیر کے آباؤ اجداد

آپ نے فرمایا بہت بڑی تعداد میں ایسی تاریخی شہادتیں موجود ہیں اور یہ شہادتیں بھی مختلف ملکوں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے غیر جانبدار محققین کی فراہم کردہ جن سے اہلِ کشمیر کا یہودی النسل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ سب محققین اس بات پر متفق ہیں کہ اہلِ کشمیر بنی اسرائیل ہی کی اولاد اور نسل ہیں۔ ان شہادتوں کا تعلق اولاً نسلی خدوخال سے ہے جنہیں نہ کوئی اپنا سکتا ہے اور نہ بگاڑ سکتا ہے پھر ان شہادتوں کا تعلق لباسوں کی مماثلت سے ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ ان شہادتوں کی بنیاد لوگوں کے ناموں اور جگہوں اور مقامات کے ناموں میں یکسانیت پر بھی ہے۔ یہ سب شہادتیں یقیناً اہلِ کشمیر کے ماضی اور ان کی اصلیت کو آشکار کرنے والی ہیں۔ جب مختلف النوع شہادتوں کے اس ذخیرہ کا قرآن انجیل کے بیانات کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنے کے سوا چارہ نہیں رہتا کہ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل اوائل میں ان علاقوں میں ہی آکر آباد ہوئے تھے جو آجکل افغانستان اور کشمیر کے ناموں سے موسوم ہیں۔ ان میں سے لوگ ہندوستان کے بعض دوسرے علاقوں مثلاً بمبئی اور ساحل مالابار میں بھی آباد ہوئے تھے۔

اس ضمن میں آپ نے کشمیر افغانستان اور بعض دوسرے علاقوں کے قبائل اور جگہوں کے ناموں میں یکسانیت کی بہت سی مثالوں کا حوالہ بھی دیا۔ یہ سب نام بائیبل میں مذکور ناموں سے زبردست مشابہت رکھتے ہیں اور ان کی یہودی الاصل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا زبانوں اور ان کے الفاظ میں اشتراک کی شہادت کو رسم و رواج اور عادات و اطوار میں اشتراک کی جھلک سے بھی تقویت ملتی ہے۔ اس امر کے باوجود کہ صدیاں بیت چکی ہیں اور مذہب کبھی بدل چکا ہے زبانوں، رسوم و رواج اور عادات و اطوار میں اشتراک کی جھلک کا پایا جانا اس امر کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ ان علاقوں کے لوگ ذات اور نسل کے اعتبار سے اسرائیلی ہیں۔ آپ نے مشترک آباء اجداد اور مشترک ثقافتی ورثہ کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ یہ اشتراک آرٹ، کلچر، روایات، لوک کہانیوں اور لوگ گیتوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور ان کے یہودی ماخذ اور نقطۂ آغاز کی نشاندہی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کشمیر، افغانستان اور ان کے ملحقہ علاقوں میں بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کے آباد ہونے کے متعلق ہر قسم کی شہادتوں کا زبردست ذخیرہ فراہم ہو چکا ہے۔ یہ ذخیرہ مذہبی کتابوں میں ہی پوشیدہ نہیں ہے بلکہ یہ پھیلا ہوا ہے۔ مختلف ملکوں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے محققین کی کتابوں اور تاریخی دستاویزوں میں ان مذاہب کے ماننے والوں کی زندگی کے بہت سے حقائق اور عقائد کے بارہ میں آپس میں شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن پٹھانوں اور کشمیریوں کے یہودی الاصل ہونے کے بارہ میں ان کے درمیان زبردست اتفاق رائے پایا جاتا ہے مثال کے طور پر سر فرانسس ینگ ہسبنڈ نے قبرِ مسیح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ ان علاقوں کے لوگ اپنی شکل و شباہت اور عادات و اطوار کے لحاظ سے حقیقی طور پر یہودی النسل نظر آتے ہیں تو کیا کشمیر میں مسیح کی قبر موجود ہونے کا نظریہ تعجب خیز ہو سکتا ہے؟ مراد یہ کہ اس نظریہ پر تعجب کا اظہار بے محل ہے۔

آنحضرتؐ کی ایک پیشگوئی اور اس کا ظہور

اپنے مقالہ کے آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے فرمایا کہ عیسائیت اس وقت تک زوال پذیر نہیں ہوگی اور نہ اس کی ترقی اس وقت تک رُکے گی جب تک کہ مسیح موعود جس کے ہاتھوں صلیب کا پاش پاش ہونا مقدر ہے دنیا میں ظاہر نہ ہو جائے۔ آپؐ کی اس پیشگوئی میں یہ اشارہ مضمر تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایسے انکشافات ہوں گے جن سے مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت، جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کے عیسائی عقائد کا باطل ہونا از خود آشکار ہو جائے گا اور مذہبی حوالہ نیز طبّی اور تاریخی تحقیقات اور انکشافات کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے شواہد سے متاثر ہو کر لوگ ان عقائد کو ترک کرنے کی طرف مائل ہوتے چلے جائیں گے۔ وہ وقت یقیناً آپہنچا ہے جن باتوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی وہ آج ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔ پہلی رات کے چاند کی طرح سب کے لئے ان کے ظہور کو دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن آخر کب تک؟ وہ تعصّبات اور غلط مفروضات جو دو ہزار سال سے پیچھے چلے آ رہے تھے اور جن کی جڑیں بہت گہری تھیں وہ جڑیں اب ڈھیلی پڑنی شروع ہو گئی ہیں اور ان کے کالعدم ہونے کا زمانہ قریب سے قریب تر آ رہا ہے۔ بلاشبہ اب صداقت نے رفتہ رفتہ اُبھرنا اور قلوب پر اثر انداز ہونا شروع کر دیا ہے۔ اس کے غالب آنے کو اب کوئی روک نہیں سکتا۔ اس طوفان کی طرح جو آج سے ۸۰ سال قبل اس وقت برپا ہوا تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا تھا اور مسیح علیہ السلام کے کشمیر میں آنے اور طویل عمر پانے کے بعد وہاں فوت ہونے کا انکشاف کیا تھا۔ اور اب دیکھو اس انکشاف کو بھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس وقت خود لفظ سے علی الاعلان جو انکشاف فرمایا تھا آج اس کی بیشتر حصہ

کہ دنیا بلا چون و چرا قبول کرتی ہے۔ جو کچھ ابھی دنیا نے تسلیم نہیں کیا ہے اُسے بھی وہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ کیونکہ نئے انکشافات اور صداقت کے نت نئے جلوے کے آگے تعصبات اور غلط قسم کے قدیمی مفروضات کی رکاوٹیں ٹھہرا نہیں کرتیں، وہ دور ہوتی ہیں اور حقیقت علم پھیلے اور غالب آئے بغیر نہیں رہتا۔ اس وقت دنیا بھر کی قوتیں حق و صداقت کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے اسے قبول کرتی چلی جائیں گی۔ اور ایک نئے نظام کی بنیادیں استوار ہوتی چلی جائیں گی۔ وہ نظام تو موجودہ زمانہ کی تباہ کن جنگوں، باہمی دشمنیوں اور مخاصمتوں کا جو نسل انسانی کی پیدائش کے مقصد کے حصول میں روک بنی ہوئی ہیں قلع قمع کر کے رکھ دے گا۔

ماہرانہ تجزیہ پر مبنی عجیب بصیرت افروز مقالہ ختم ہوا تو سامعین نے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہال میں تحسین و آفرین کا بے ساختہ غلغلہ بلند ہوا۔ اور سب نے ہی اسے ایک گرانقدر مقالہ قرار دیا۔

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے بعد فاضل اناجیل محترم شیخ عبدالقادر صاحب نے اپنا مقالہ بعنوان "مسیح علیہ السلام کی واقعہ صلیب کے بعد کی زندگی" پیش کیا۔ مقالہ کے آغاز میں آپ نے بتایا کہ متعدد پرانے علمی نسخوں اور مخطوطات سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے تھے اور اس مخلصی اور نجات کے بعد آپ نے اپنے متبعین کو اکٹھا کیا اور ایک ایسی سرزمین میں جا کر آباد ہوئے جسے جنت نظیر کہا جاتا تھا۔

مسیح کا ایک تاریخی خطاب

آپ نے بتایا کہ قدیمی مسیحی مخطوطات (جنہیں چرچ مستند تسلیم نہیں کرتا) اور اسی طرح آزاد خیال مصنفوں کا پورا کا پورا قدیمی لٹریچر واقعہ صلیب کے بعد پیش آنے والے واقعات کی تفصیل سے بھرا پڑا ہے۔ (۲) میں مسیح علیہ السلام کے شاگردوں کے تبلیغی منصوبوں کی تفاصیل بھی ملتی ہیں بالخصوص معجزات بیان کرنے میں بہت پاکیزہ زبان استعمال کی گئی ہے "سلیمان کی غزلیں" نامی کتاب پہلی صدی عیسوی کے مسیحیوں کی تیس غزلوں پر مشتمل ہے۔ ان میں مسیح علیہ السلام کو ان الفاظ میں دنیا سے خطاب کرتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے:۔

"میرے دشمنوں نے مجھے موت کے جبڑوں میں دھکیل دیا۔

یہاں تک کہ میں حقیقی طور پر مرے ہوئے انسان کی طرح نظر آنے لگا لیکن میں مرا نہیں تھا۔ آخر لوگوں نے بھی مجھے مُردہ یقین کر لیا۔ لیکن میں زندہ ہوں اور دنیا میں خیرہ کے وسیلہ سے امتیازی شان کے ساتھ پھیل پھول رہا ہوں۔"

وادئ قمران کے صحائف

قدیمی عبرانی مسودات اور صحائف و مخطوطات کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے محترم شیخ صاحب موصوف نے فرمایا بحیرہ مُردار کے قریب واقع وادی قمران میں سے بھی بعض صحائف ملے ہیں اور اسی طرح مصر کے ایک گاؤں ناج حمادی میں سے بھی بعض صحائف دستیاب ہوئے ہیں۔ سب سے زیادہ دلچسپ اور توجہ طلب بات یہ ہے کہ ان صحائف میں مسیح علیہ السلام کے بعض ایسے کلمات بھی درج ہیں جو واقعہ صلیب کے مابعد کے ہیں۔ مسودات کی اس دریافت سے ابتدائی مسیحی عقائد میں تبدیلیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ان میں مسیح علیہ السلام کی تمثیلوں اور تعلیمات کا بھی جابجا ذکر ملتا ہے۔ ان قدیمی اناجیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صلیب پر مسیح کی وفات پانے کا واقعہ محض ایک افسانہ ہے۔ پھر ان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد ۵۰ دن تک فلسطین میں ہی رہے۔ آپ نے یہ عرصہ اپنے بعض متبعین کے درمیان گذارا۔ اور اس دوران آپ انہیں تعلیم دیتے اور ان کی تربیت کرنے میں معروف رہے۔

اسی ضمن میں آپ نے ایک اور دریافت کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ مصر اور سوڈان کی درمیانی سرحد سے بھی ایک صحیفہ ملا ہے۔ جو تیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد بھی زندہ رہے۔ آپ اُسی گوشت پوست کے جسم میں بار بار نظر آئے۔ آپ اپنے متبعین کو یقین دلایا کہ میں مرا نہیں زندہ ہوں اور تمہارے درمیان زندہ موجود ہوں۔

آپ نے فرمایا صحائف قمران میں جن کا میں اُوپر ذکر کر آیا ہوں یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ "یہودی مجھے مار ڈالنا چاہتے تھے اور مجھے سب بُری جگہوں میں سے بدترین جگہ پر مبتلائے محن کرنا اور ملعون بنانا چاہتے تھے۔ لیکن خدا کا ارادہ کچھ اور تھا۔ اس نے اس انجام سے میرا بچایا جانا اور اس کی جناب میں عزت کا مقام پانا اس نے میرے لئے مقدر کر دیا تھا۔"

ایک نہایت اہم تاریخی دستاویز

اس کے بعد آپ نے ایک اور قدیم مسودہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ ۱۸۷۳ء میں اسکندریہ کی ایک عبادت گاہ سے ایک مسودہ ملا جو "ایسینی مکتوب" یا "مکتوب اسکندریہ" کے نام سے موسوم ہے۔ بعد میں اس کا انگریزی میں ترجمہ ہوا اور ۱۹۰۷ء میں یہ کتابی شکل میں طبع ہوا۔ اس کتاب کا نام ہے:۔

"ایک عینی شاہد کا بیان"
"مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے"

آپ نے فرمایا یہ ایک نہایت ہی اہم دستاویز ہے اور تحقیق کے میدان میں کام کرنے والوں کے لئے اس میں غور و فکر کا بہت کچھ سامان موجود ہے۔ اصل مسودہ لاطینی زبان میں ہے اور فری میسنز سوسائٹی نے اسے ایک مخفی دستاویز کے طور پر اپنی تحویل میں رکھا ہوا ہے۔

آپ نے کہا کہ ان قدیم ترین مسودات اور صحائف و مخطوطات کے علاوہ خود مسیحی چرچ کے بیانات میں مسیح علیہ السلام کی نامعلوم اور مخفی زندگی کے اصل حالات مندرج ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ اہل کلیسیا ان واقعات کو من و عن دنیا کے سامنے پیش نہیں کرتے بلکہ ان کی توجیہ کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان واقعات کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہی دنیا کے سامنے آتی ہے۔ مثال کے طور پر اس حقیقت کو کہ مسیح علیہ السلام لمبا عرصہ زندہ رہے اور بہت بوڑھے ہو کر فوت ہوئے یوں بدل دیا گیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو ۳۳ سال کی عمر میں نہیں بلکہ چالیس پچاس سال کی عمر کے کسی حصہ میں صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ پھر جہاں چرچ کے قدیم اکابرین کے بیانوں میں مسیح علیہ السلام کے عالمی سفر کا ذکر آتا ہے اسے بدل کر یوں ظاہر کیا جاتا ہے کہ گویا انہوں نے یہ سفر زیر زمین طبقات میں کئے تھے۔ اور غرض ان سفروں کی یہ تھی کہ آپ بنی اسرائیل کے آباؤ اجداد کی ارواح کو نجات سے ہمکنار کریں۔

ہندوستان کے قدیمی لٹریچر میں مسیح کا ذکر

مقالہ جاری رکھتے ہوئے محترم شیخ صاحب نے تاریخی اہمیت کے ایک خاص امر کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مسیح علیہ السلام سفر کرتے ہوئے ہندوستان تک آئے تھے۔ تو پھر ہندوستان کے قدیمی لٹریچر میں ان کے وہاں آنے کا کوئی نہ کوئی اشارہ ضرور ملنا چاہیئے۔ بالخصوص جبکہ مسیح علیہ السلام نے ہندوستان اور کشمیر میں قریباً اسی سال گزارے۔ قدیمی لٹریچر میں کوئی نہ کوئی اشارہ خواہ وہ کتنا ہی خفیف کیوں نہ ہو ضرور ملنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا واقعی یہ ایک سوال ہے لیکن تاریخ ہی سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانہ کے ہندوستان میں باضابطہ تاریخ نویسی کو چنداں اہمیت نہیں دی جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی قدیم تاریخیں سکندر اعظم کے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے ذکر سے یکسر خالی ہیں۔ اسی لئے ہندوستان کے مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے برسر اقتدار آنے سے قبل کے زمانہ میں وہاں تاریخ نویسی کے فن کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ اس امر کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ بعض قدیمی کتب میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ہندوستان میں آمد کا ذکر موجود ہے۔

آپ نے فرمایا مثال کے طور پر راج ترنگینی نامی ایک کتاب میں جو کشمیر کی تاریخ پر مشتمل ہے اور جسے کلہان نامی ایک شخص نے منظوم سنسکرت میں بارھویں صدی میں لکھا تھا ایک ایسے مرد خدا کی کشمیر میں آمد کا ذکر موجود ہے جو مسیح علیہ السلام کی طرح کے معجزات دکھاتا تھا۔ اس کا نام "ایسانا" تھا۔ اسی طرح "بھوشیہ پوران" نامی ایک قدیمی کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ بنی اسرائیل خاصی تعداد میں ہندوستان میں آکر آباد ہو گئے تھے اور پھر صاف اور واضح الفاظ میں ایک نبی کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جو ان اسرائیلیوں کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہندوستان میں جب بدھ مت کا دور تھا تو گوتم بدھ کے بعد آنے والے ہر خدا رسیدہ کو بدھ دیومالا میں شامل کر کے اسے بھی بدھ قرار دے دیا جاتا تھا۔ مسیح علیہ السلام کشمیر میں آسف کے نام سے پکارے گئے جس کے معنے ہیں "جمع کرنے والا"۔ بدھ مت کے پیروؤں نے اسے "بودھی استوا" (یعنی آنے والا بدھ) قرار دیکر "الیسو آسف" کو "بدھ آسف" میں بدل دیا اور رفتہ رفتہ عام لوگ مسیح علیہ السلام کو "یوز آسف" کے نام سے یاد کرنے لگے۔

محترم شیخ عبدالقادر صاحب نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ ایران اور شمالی مغربی ہندوستان میں بنی اسرائیل موجود تھے اور چونکہ وہ حضرت

مسیح ناصری علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ کیونکہ اس لئے وہ "ناصریہ" کے نام سے موسوم ہوئے۔ اسی طرح کتب میں آتا ہے کہ دوسری صدی عیسوی کے وسط میں ایک عظیم عیسائی سکالر اسکندریہ سے شمال مغربی ہندوستان میں آیا تھا۔ اُسے وہاں بکثرت یہودی النسل عیسائی ملے۔ اُن لوگوں کے پاس عبرانی انجیل کا ایک نسخہ بھی تھا جو عبرانی رسم الخط میں لکھا ہوا تھا۔

گمشدہ قبائل پر نازل ہونے والی آسمانی برکات

سعادت کے آخری محترم شیخ صاحب نے فرمایا فلسطین سے ہجرت کر کے مشرقی علاقوں میں آباد ہونے والے اسرائیلیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت کو قبول کر لیا تھا اور وہ سب آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اسی لئے وہ اُس سزا سے محفوظ رہے جو مقدر تھی کہ یہودیوں کو مسیح علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے ملی۔ اولوالذکر بنی اسرائیل اور ان کی نسلیں مسیح علیہ السلام کو قبول کرنے کی وجہ سے آسمانی بادشاہت کی برکات سے زمانہ دراز تک مستفیض ہوتی چلی گئیں۔ ان میں سے بہت سے تو اپنے اپنے ملکوں اور علاقوں میں حکمران بھی بنے۔ بعد میں جب وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو آسمانی بادشاہت میں داخل ہو گئے اور اُن کی عظیم روحانی برکات سے مستفیض ہونے کا عصر بھی شروع ہوا ان کے عصر نے آیا۔

سب سے آخر میں موازنہ مذاہب کے ایک آزاد خیال برطانوی سکالر مسٹر آر سی۔ ای سکال فیلڈ R. C. E. 1947 (Scholefield) نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے اس امر کا اعلان کیا کہ مسیح کا صلیب پر سے زندہ اُترنا اور طویل عمر پانے کے بعد طبعی طور پر وفات پانا حقائق پر مبنی ایک انقلاب انگیز نظریہ ہے جسے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ نے پیش کر کے شکوک و شبہات کے ایک غبار کو صاف کر دکھایا ہے۔ اس سے مسیح کی زندگی کے اصل حالات معلوم کرنے اور مسیح کی تاریخی حیثیت کو متعین کرنے میں بہت مدد ملی ہے۔

اندازِ فکر کا پس منظر

تقریر کے آغاز میں انہوں نے اس امر کو واضح کرتے ہوئے کہ کس طرح ان نظریہ نے ان کے اپنے شکوک و شبہات کو دور کر کے اُنہیں یقین کی نعمت سے مالا مال کیا۔ فرمایا کہ مجھے علم و فضل کا دعویٰ نہیں ہے میں شروع ہی سے مذہب سے متعلق غلط فہمی اور عقائد و نظریات کو شک کی نظر سے دیکھنے کا عادی رہا ہوں میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں احمدی نہیں ہوں بلکہ مذہب کے معاملہ میں آزاد خیال واقع ہوا ہوں اور اس بارہ میں اپنے مخصوص نظریات رکھتا ہوں۔ البتہ روحانیت سے مجھے ایک گونا لگاؤ ضرور ہے۔ بچپن میں جب مجھے مسیحی نظریات کی تعلیم دی گئی تو اس چھوٹی عمر میں ہی ان نظریات نے مجھے قطعاً متاثر نہ کیا اور مجھے یہ بہت دور از کار قسم کے خیالات محسوس ہوئے ان نظریات کے نتیجہ میں میرے اُفقِ ذہن پر کچھ اس قسم کا تصور اُبھر آتا کہ مسیح قریب ہی آسمانوں میں محوِ پرواز ہے اور دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اُسے دیکھ رہا ہے۔ گرجا میں عبادت کی کیفیت اور پادری کا وعظ مجھے افسردگی اور دل گرفتگی سے دوچار کر دیتا کیونکہ سارا زور وہاں مسیح کے خون اور اس کے صلیب پر زخمی ہونے پر ہوتا۔ مجھے یوں لگتا کہ جاڑے کی یخ بستہ صبح کے وقت دوزخ کی آگ میرا تعاقب کر رہی ہے اور عظیم سخاوت دہندہ آسمان میں مجھے میرے گناہوں کی سزا دینے کا منتظر ہے یہی وجہ ہے کہ مسیحی عقائد کا مجھ پر کچھ اثر نہ ہوا۔

انقلاب انگیز نظریہ

اپنے انداز فکر کا پس منظر بیان کرنے کے بعد مسٹر سکال فیلڈ نے کہا یہ مرزا غلام احمد کی عظیم شخصیت ہی تھی جنہوں نے مسیح کی صلیبی موت سے نجات کا انقلاب انگیز نظریہ پیش کر کے میرے خیالات کے دھارے کا رُخ موڑا۔ یہ وہی شخص تھے جنہوں نے اعلان کیا کہ مسیح صلیب پر مرا نہیں تھا بلکہ اُسے صلیب پر سے زندہ اُتار لیا گیا تھا۔ اس نظریہ کے طفیل ہمیں ایک نئی روشنی میسر آئی اور ہم مسیحیت کا ایک نئے نقطۂ نظر سے مطالعہ کرنے کے قابل ہوئے۔ آج میں اس یقین پر قائم ہوں کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا عقیدہ ہی بے بنیاد ہے۔ حالانکہ مسیح کے رفع الی السماء کو مسیحی ایمان و اعتقاد کے ایک بنیادی ستون کی حیثیت حاصل ہے۔ مرزا غلام احمد اپنی آسمانی بصیرت کی وجہ سے نہ صرف قدیم تعصب کا پردہ چاک کرنے میں کامیاب ہوئے بلکہ انہوں نے بڑی جرأت اور دلیری سے دنیا کو اس انقلاب انگیز نظریہ سے آگاہ کیا کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اُتارے گئے تھے خدا نے انہیں صلیبی موت سے نجات عطا کی اور وہ طویل عمر پا کر طبعی طور پر فوت ہوئے۔ اس انقلاب انگیز نظریئے اور اس کی جرأت مندانہ اظہار و اعلان پر وہ انتہائی تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔ وہ خدا کی محبت میں سرشار اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت میں محو تھے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ان کے دل میں ہمدردی اور محبت کا جذبہ موجزن تھا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کی تمام پیشگوئیاں ان کے وجود میں خارق عادت کے طور پر پوری ہوئیں۔ انہوں نے اپنی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر بیماروں کو چنگا کرنے کے معجزات دکھائے۔ ان کی زندگی لوگوں کے لئے ایک مینارۂ نور اور فیض کا سرچشمہ تھی۔ ان کی وفات پر ایک مسلمان اہل قلم نے لکھا:-

"اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں
مخالفتوں اور نکتہ چینیوں
کی آگ میں سے گزر کر اپنا
رستہ صاف کیا اور ترقی
کے انتہائی عروج تک
پہنچ گیا"

مسیحیوں کے لئے دردمندانہ دعا

مسٹر سکال فیلڈ نے مزید کہا کہ یہ مرزا غلام احمد ہی تھے جنہوں نے سرینگر میں مسیح کے مقبرہ کی نشاندہی فرمائی۔ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران عیسائیوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل دعا کا حوالہ بھی دیا:-

"اے قادر و توانا خدا!
ان کو اس مخلوق پرستی کے
اثر سے رہائی بخش اور اپنے
وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ
کے لئے تیرے تمام نبیوں نے
کئے ہیں۔ ان کانٹوں سے تمام
زخمی لوگوں کو باہر نکال اور
حقیقی نجات کے سرچشمہ سے
ان کو سیراب کر کیونکہ سب
نجات تیری معرفت اور تیری
محبت میں ہے کسی انسان
کے خون میں نجات نہیں۔
اے رحیم و کریم خدا! ان
کی مخلوق پرستی پر بہت
زمانہ گزر گیا ہے۔ اب ان
پر تو رحم کر اور ان کی آنکھیں
کھول دے۔ اے قادر
اور رحیم خدا! سب کچھ
تیرے ہاتھ میں ہے۔ اب
تو ان بندوں کو اس اسیری سے
رہائی بخش اور صلیب اور خون
مسیح کے خیالات سے ان کو
چھڑا لے۔ میری دعائیں سن لے
اور آسمان سے ان کے
دلوں پر ایک نور نازل کر
تا وہ تجھے دیکھ لیں"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کے بعد مسٹر سکال فیلڈ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یقیناً یہ جاننا اور اس بات پر ایمان لانا کہ مسیح صلیب پر فوت ہونے سے محفوظ رہا ایک بہت ہی مبارک بات ہے۔ کیونکہ یہ ایک زبردست ثبوت ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کا کہ خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا اور اپنی پیشگوئیوں کو پورا کر دکھایا۔ مسیح کو جو دردناک اذیتیں اور تکالیف برداشت کرنا پڑیں اس کی وجہ اس زمانہ کے لوگوں کا ایمان سے عاری ہونا تھی نہ یہ کہ خدا نے خود بلا وجہ اسے اذیتیں پہنچائیں تا گناہگاروں کی بجائے اس بے گناہ کو سزا دے کر ان کے گناہوں کو بے سزا نہ رہنے دے۔

امید کا پیغام

یہ بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ صلیب کا نشان آج عیسائیت کی علامت بنا ہوا ہے۔ صلیب پر لٹکا ہوا مسیح کا مجسمہ دنیا بھر کے ہزاروں گرجا گھروں کی محرابوں میں آویزاں نظر آتا ہے۔ اگرچہ صلیب پر مسیح کی مفروضہ موت کو ایک فرد واحد کی اپنے زمانہ کی برائیوں کے خلاف جہاد کی ایک علامت سمجھا جاتا ہے اور باور کیا جاتا ہے کہ یہ اس فرد واحد کے پیغام کی صدیوں پر برتری اور فتحیابی کی مظہر ہے تاہم اگر غور کیا جائے تو یہ اس فرد واحد کی شکست کو، نیز نیکی پر بدی کی فتح کو، علم پر جہالت کی فتح کو اور پارسائی پر گناہ کی فتح کو ظاہر کرتی ہے۔ مسیح کی صلیبی موت ہمیں گناہگار ٹھہراتی ہے اور اس کی صلیبی موت سے نجات ہمارے لئے امید کا ایک پیغام ہے کہ اگر ہم بھی مسیح کی طرح عاجزی اختیار کر لیں گے اور خدا کے حضور اپنے گناہوں کی معافی کے خواستگار ہوں گے تو خدا ہمیں بھی ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیگا۔

متفقہ قرارداد کا متن

مسٹر سکال فیلڈ کی اس پُرجوش و پُراثر تقریر کے بعد کانفرنس کے کنوینر امام مسجد لندن محترم بی۔ اے رفیق صاحب نے ایک قرارداد پیش کی۔ جسے شرکاء کانفرنس نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ (باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر)

"مسیح علیہ السلام کے کشمیر میں وارد ہونے کا نظریہ سب سے پہلے بانی سلسلہ احمدیہ نے دنیا میں پیش کیا"

"مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے محققین رفتہ رفتہ اس نظریہ کی صداقت کے قائل ہوتے جا رہے ہیں"

گی آنا (جنوبی امریکہ) کے مشہور اخبار "دی سٹیزن" میں شائع ہونے والے نوٹ کا اردو ترجمہ

"مسیح کی صلیبی موت سے نجات" کے موضوع پر جماعت احمدیہ انگلستان کی بین الاقوامی کانفرنس کے متعلق نہ صرف انگلستان بلکہ پوری مغربی دنیا میں بہت چرچا ہوا ـــــ کہاں کہاں اور کس کس ملک میں اس کانفرنس کی صدائے بازگشت سُنی گئی؟ اس بارہ میں اب مختلف ملکوں سے رفتہ رفتہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ جنوبی امریکہ کی ایک اطلاع کے مطابق کانفرنس کے انعقاد کے معاً بعد معروف خبر رساں ایجنسی "رائٹر" کے نامہ نگار مقیم سرینگر نے اس کانفرنس میں زیر غور آنے والے موضوع پر ایک تفصیلی نوٹ قلم کرکے دنیا بھر میں اسے ارسال کیا۔ (ویسٹ انڈیز) کے خبر رساں ادارے "کریبین نیوز ایجنسی" جو " CANA " کے مخفف نام سے موسوم ہے نے "رائٹر" کے اس معلوماتی نوٹ کو اپنا کر وہاں کے اخبارات میں اسے شائع کرایا۔ اس نوٹ پر مشتمل "گی آنا" جنوبی امریکہ کے اخبار " The Citizen " نے اپنے ۷ رجون ۱۹۷۸ء کے شمارہ میں یہ نوٹ " Christ's Tomb in Kashmir? " کے چھ کالمی عنوان کے تحت شائع کیا ہے۔ اس تفصیلی نوٹ کا اردو ترجمہ جو اخبار الفضل مؤرخہ ۱۳ ؍ جولائی ۷۸ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے' قارئین بدر کے علمی استفادہ کیلئے ذیل میں درج کیا جارہا ہے ـ (ایڈیٹر بدر)

"مسیح کی قبر کشمیر میں؟"

"سرینگر ـ کشمیر ـ (بحوالہ "رائٹر" دی کیریبین نیوز ایجنسی المعروف بہ "کانا") سرینگر شہر کے قدیم ترین حصہ کی ایک کچی گلی کے کونہ میں چھپا ہوا ایک قدیمی مقبرہ ہے اس کے متعلق بہت سے مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس میں مسیح (علیہ السلام) کا جسدِ خاکی مدفون ہے۔

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح جنہیں مسلمان خدا تعالےٰ کا ایک بزرگ رسول مانتے ہیں صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ (صلیب پر سے زندہ اُترنے کے بعد) وہ فلسطین سے ہجرت کرکے کشمیر آگئے تھے جہاں اُنہوں نے اپنی بقیہ عمر گذاری اور لوگوں تک پیغامِ حق پہنچانے کے بعد وہاں ایک سو بیس ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اسلام کا ایک تبشیری و تبلیغی فرقہ جو "جماعتِ احمدیہ" کے نام سے موسوم ہے اس نظریہ کی (جو گذشتہ ساٹھ سال سے موضوعِ بحث بنا ہوا ہے) نشر و اشاعت کر رہا ہے۔ اس جماعت نے اس نظریہ کو زیرِ بحث لانے اور اسے درست ثابت کرنے کے لئے حال ہی میں لندن میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی ہے وہاں بعض نامور محققین نے اس امر کا اعلان کیا کہ اس امر کے معقول اور قابل قبول واقعاتی شواہد موجود ہیں کہ مسیحؑ نے یقیناً اپنی عمر کا ایک حصہ ہندوستان' کشمیر اور تبت میں بسر کیا۔

بعض اور محققین اس بات کے حق میں ہیں کہ سرینگر کے گنجان آباد علاقے محلہ خانیار میں واقع مقبرہ کی جو "روضہ بل" کے نام سے مشہور ہے کھدائی کا کام شروع کیا جائے تاکہ اس سے جو آثار برآمد ہوں اُن کا ٹیورن میں محفوظ کفن مسیح پر مرتسم نقوش سے موازنہ کیا جاسکے۔

پتھر کا کتبہ

مقبرہ کے کتبہ کی سطح (موسمی اثرات سے) گھسنے اور بوسیدہ ہونےکی وجہ سے صاف ہو چکی ہے اور اس پر اگر کوئی تحریر کندہ تھی تو وہ اب مٹ چکی ہے لہذا اس کتبہ سے اس امر کا کوئی سُراغ نہیں ملتا کہ اس مقبرہ میں کون مدفون ہے لیکن قبر پر ایک لکڑی کی تختی پر جو فارسی تحریر کندہ ہے اس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ یہ یوزآسف نامی ایک بزرگ کی آخری آرامگاہ ہے۔ اس علاقہ میں جو قدیمی مخطوطات اور قلمی مسودات دریافت ہوئے ہیں ان کے مطالعہ سے یوزآسف کی شناخت عیسیٰ یا یسوع مسیح نبی اللہ کی شخصیت کے طور پر ہوتی ہے۔

مسیحؑ کے کشمیر میں مدفون ہونے کا نظریہ سب سے پہلے بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب بعنوان "مسیح ہندوستان میں" مطبوعہ ۱۸۹۹ء میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے تحدی کے ساتھ اس امر کا اعلان کیا کہ مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ وہ وہاں سے بچ کر بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کی تلاش میں اپنی والدہ کے ہمراہ ہندوستان چلے آئے۔ انہوں نے یہ دکھانے کے لئے کہ مسیحؑ ایران' افغانستان' پنجاب اور کشمیر میں سفر کرتے ہوئے تبت تک پہنچے تھے' عیسائیوں اور مسلمانوں کی مذہبی کتب' پرانی طبی اور تاریخی کتابوں نیز قدیمی بدھ ماخذ کے حوالے اور اقتباسات بکثرت اس کتاب میں درج کئے ہیں۔

انہوں نے اپنی کتاب میں بدھ مت اور مسیحیت کی تعلیم اور اسی طرح بدھ اور مسیحؑ کے حالات زندگی میں مماثلت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے حالانکہ بدھ مسیح سے پانچ سو برس پہلے گزرے تھے۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد سے احمدیوں نے اس موضوع پر بڑا لٹریچر شائع کیا ہے اور وہ اپنے اس نظریہ کی تائید میں بعض دوسرے لوگوں کی معاونت حاصل کرنے میں غیر معمولی طور پر کامیاب رہے ہیں۔ اس موضوع پر تازہ ترین اور ہمہ گیر نوعیت کا تحقیقی کام جرمن فلاسفر اندریاس فیبر قیصر نے کیا ہے جن کی کتاب بعنوان "مسیح کی موت کشمیر میں واقع ہوئی تھی" میں اس نظریہ کی صداقت پر بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

کشمیر میں تاریخ کے پوسٹ گریجویٹ ڈیپارٹمنٹ کے ایک مسلمان صدر پروفیسر محمد یاسین جماعت احمدیہ کے شدید مخالفوں میں سے ہیں تاہم وہ اس موضوع پر تین سال کے مطالعہ اور ریسرچ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ فی الواقعہ مسیح (علیہ السلام) یہاں (یعنی سرینگر کے محلہ خانیار میں واقع مقبرہ یوزآسف میں) مدفون ہیں۔

تحقیقات

پروفیسر یاسین ان لوگوں میں سے ہیں جو "روضہ بل" کے تہہ خانہ کے بارہ میں سائنسی بنیادوں پر پوری توجہ اور انہماک سے تحقیقات کرنے پر زور دیتے رہتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ اس کا مطالعہ اور تحقیق حکومت کشمیر نیز مسلمانوں اور عیسائیوں کے نمائندوں اور مناسب و موزوں سائنسدانوں کو مل کر کرنی چاہیئے تاکہ مقبرہ اور اس میں جو کچھ ہے اس کی قدامت کا صحیح اندازہ لگایا جاسکے۔

ان کا (یعنی پروفیسر یاسین کا) یہ بھی کہنا ہے کہ بلاشبہ مسیح (علیہ السلام) آسمان پر ہیں لیکن صرف اُن کی روح وہاں ہے اُن کا جسدِ عنصری سرینگر میں ہی مدفون ہے۔

احمدیوں کے اس عقیدہ کو عیسائیت کی طرف سے شدید حملوں کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے کیونکہ مسیح کے صلیب پر مرنے کے بعد جی اُٹھنے کو عیسائیت کے ایک بنیادی عقیدہ کی حیثیت حاصل ہے۔

لیکن مسلمان بھی احمدیوں کے کچھ کم مخالف نہیں ہیں۔ ان کی شدید مخالفت کی وجہ مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مہدی موعود اور مسیح موعود ہیں۔ پاکستان میں چار سال قبل شدید فرقہ وارانہ بلووں کے بعد اس فرقہ کو ایک غیر اسلامی فرقہ قرار دیدیا گیا تھا۔

ڈاکٹر یٰسین نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ مرزا غلام احمد کی یہ عظیم دریافت (کہ مسیح علیہ السلام سرینگر کے "روضہ بل" میں مدفون ہیں) مذہبی بحث اور مناقشت کے نیچے دب کر رہ گئی ہے۔

"روضہ بل" کے مقبرہ پر تعمیر شدہ سبز اور سفید رنگ کی عمارت واضح طور پر ۱۹۰۰ سال سے بہت کم عرصہ کی معلوم ہوتی ہے۔ یہ اسلامی طرزِ تعمیر کے مطابق بنی ہوئی ہے۔ لکڑی کے پردوں کی باریک جالی ساخت اور فرش کے ٹائلوں کے انداز سے بھی اسلامی طرزِ تعمیر کی عکاسی ہوتی ہے۔

قدموں کے نشان

ڈاکٹر یٰسین کہتے ہیں کہ بہرحال یہ حقیقت شک و شبہ سے بالا ہے کہ مقبرہ اپنی طرزِ تعمیر اور ساخت کے باوصف بہت قدیمی اور پُرانا ہے۔ اور یہ بھی غیر معمولی طور پر وسیع اور کشادہ ہے۔ اس کے پہلو میں ایک بہت بڑا پتھر ہے جس پر قدموں کے دو نشان

پڑے ہوئے ہیں۔ مقبرہ کے محافظ کا کہنا ہے کہ یہ یوز آسف کے قدموں کے نشان ہیں مقبرہ کے ارد گرد بہت قدیمی زمانہ کے بنے ہوئے مکانات ہیں اور آس پاس کے علاقہ میں اور بھی ایسے مقابر اور مساجد ہیں جن کی تعمیر آج سے کئی صدیوں پہلے عمل میں آئی تھی۔

اس مقبرہ کی دیکھ بھال بعض اور مسلمانوں کے سپرد ہے جو احمدی نہیں ہیں۔ علاقہ کے مسلمان باشندے جب اس کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ احترام کے طور پر اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے اور احترام و عقیدت کے اظہار کے بعد ہی آگے قدم بڑھاتے ہیں اس کے متولی کے پاس سرینگر کے پانچ مفتیوں کا جاری کردہ ایک فرمان ہے جو ۱۷۶۶ء میں تحریر کیا گیا تھا۔ اس میں اس امر کی تصدیق کی گئی ہے کہ یہ خدا کے نبی یوز آسف کی ہی خانقاہ ہے۔

کشمیر کی حکومت نے ایک دفعہ اس مقبرہ کو سیاحوں کے لئے کشش کا مرکز بنانے میں دلچسپی لینا بھی شروع کی تھی۔ لیکن بعد میں اس منصوبہ کو ترک کر دیا گیا اور اب بہت کم سیاح اس کی زیارت کی غرض سے یہاں آتے ہیں۔

ڈاکٹر ہیسین کے بیان کے بموجب یہ دعویٰ کہ مسیح (علیہ السلام) کشمیر میں آئے تھے بہت گہری تحقیق پر مبنی ہے۔ ڈاکٹر ہیسین اس نظریہ کے جس نے عرصہ دراز سے ایک نزاعی موضوع کی شکل اختیار کر لی ہوئی ہے مؤید ہیں کہ بنی اسرائیل کے گم شدہ قبائل افغانستان سے ہو کر کشمیر کے علاقہ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس علاقہ کے بہت سے لوگوں کے خدوخال یہودیوں کے خدوخال سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ کشمیر بھر میں ایسی قبریں عام پائی جاتی ہیں جو اپنی وضع قطع کے لحاظ سے یہودیوں کی قبریں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ اس نظریہ کی بھی تائید کرتے ہیں کہ موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ (حضرت) مریم کی قبر پاکستان کے قریبی پہاڑی مقام مری میں واقع ہے پہلے یہ جگہ "ماری" کے نام سے موسوم تھی۔ انہوں نے اپنی کتاب میں ان قبروں کی تصاویر بھی شائع کی ہیں۔

ارضِ موعود

ڈاکٹر ہیسین کا یہ بھی کہنا ہے کہ جگہوں اور مقامات کے ناموں نیز جغرافیائی ہیئت اور مناظر کے موازنہ سے اس امر کی قوی شہادت ملتی ہے کہ عہد نامہ قدیم میں جس ارضِ موعود کا ذکر کیا گیا تھا اس سے مراد فلسطین نہیں بلکہ کشمیر کی سرزمین تھی انہوں نے بائبل میں مذکور مقام Beth-peor (بیت فغور) کا کشمیر کے شہر بندی پور جو پہلے بہت پور کہلاتا تھا سے موازنہ کر کے مؤخر الذکر کو اوّل الذکر سے ماخوذ قرار دیا ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک بائبل کا Mount Nebo (نبو پہاڑی) اور بال نیبو یا ناٹوبل (جہاں سے وادیٔ کشمیر کا نہایت دلکش نظارہ کیا جاتا ہے) نادوں کے صوتی تاثر کی وجہ سے ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں۔

جرمن فلاسفر فیبر قیصر اور احمدی مصنفین جو کشمیر سے مسیح کے تعلق کے قائل ہیں، کہتے ہیں کہ خود اناجیل اور اس زمانہ کے دوسرے مخطوطات میں ایسی واضح شہادتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح (علیہ السلام) صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ وہ صلیب پر صرف تین سے چھ گھنٹے تک رہے جبکہ صلیب پر بالعموم موت تین دن بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ میں واقع ہوتی تھی۔ پھر صلیب پر سے اتارنے کے بعد انہیں دفنایا نہیں گیا۔ بلکہ انہیں ایک کشادہ اور ہوا دار غار نما قبر میں رکھا گیا تھا جہاں طبیبوں نے ان کے زخموں کا علاج کیا۔

سفرِ ہجرت

اپنے حواریوں کے ساتھ کئی خفیہ ملاقاتوں کے بعد مسیح (علیہ السلام) اپنی والدہ (حضرت) مریم اور حواری تھوما کو ہمراہ لے کر مشرق کی طرف اس راستہ پر روانہ ہوئے جو اس زمانہ میں پہلے سے بہت معروف اور جانا پہچانا راستہ تھا۔ حواری تھوما تو جنوبی ہندوستان چلے گئے جہاں انہوں نے انجیل کی منادی کی اور وہیں فوت ہو گئے۔ مسیح اور مریم نے شمالی ہندوستان کی طرف اپنا سفر جاری رکھا۔

فیبر قیصر کہتے ہیں کہ عین ممکن ہے کہ مسیح ۱۳ سے ۲۹ سال کی عمر کے درمیانی عرصہ میں بھی کشمیر اور تبت میں آئے ہوں اور یہ عرصہ انہوں نے یہیں گزارا ہو کیونکہ بائبل میں اس حصہ عمر کی تفصیلات مندرج نہیں ہیں۔ انہوں نے عیسیٰ، عیسیٰ، یوسا، یوسس، یوسفا، یوشو، یوز اور یوزا وغیرہ ناموں کو "یسوع مسیح" ہی کی مختلف شکلوں سے تعبیر کیا ہے۔ کشمیر کی بہت سی بستیوں اور علاقوں کے نام موسیٰ (علیہ السلام) کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ مزید برآں سرینگر میں وہاں کا بلند ترین مقام "تختِ سلیمان" کے نام سے موسوم ہے

ہندوستان کے سابق وزیراعظم جواہر لال نہرو نے جو خود کشمیری تھے، اپنی کتاب "Glimpses of world History" (تاریخِ عالم کی جھلکیاں) میں لکھا ہے:۔ "پورے وسطی ایشیاء، کشمیر، لداخ اور تبت میں بلکہ اس سے بھی پرے کے شمالی علاقوں میں آج بھی لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یسوع یا عیسیٰ سفر کرتے ہوئے ان علاقوں میں آئے تھے ...... ان کے ان علاقوں میں آنے کو بعید از قیاس یا غیر اغلب قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

"روضہ بل" کے مقبرہ کی کتابِ زائرین میں ایک سیاح کا بہت عجیب ریمارک درج ہے اسے مسیح کی کشمیر میں آمد کے نظریہ سے متعلق اہلِ مغرب کے شکوک کا نچوڑ قرار دیا جا سکتا ہے وہ ریمارک یہ ہے:۔ "بہت دلچسپ لیکن میرے نزدیک مشکوک"۔

["The Citizen" George Town, Guyana June 7, 1978.]

المناک وفات!

قادیان ۲۱ جولائی۔ افسوس محمد سعید صاحب انور آف مودھا کارکن دفتر بہشتی مقبرہ قادیان مؤرخہ ۲۳/۶ کو بٹالہ کے قریب ایک ٹرک حادثہ میں شدید زخمی ہو جانے پر ۲۸ روز سول ہسپتال امرتسر میں زیرِ علاج رہنے کے بعد کل ۱۹/۲۰ کی درمیانی شب ہسپتال ہی میں بعمر ۴۵ سال وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شدید چوٹوں کے سبب مرحوم ۲۸ روز قریباً بے ہوش ہی رہے۔ دائیں ٹانگ کی پنڈلی کی ہڈی چور چور ہو چکی تھی اس لئے ڈاکٹری نقطہ نظر سے اسے گھٹنے کے قریب سے کاٹ دیا گیا۔ اس کے علاوہ ہر ممکن علاج معالجہ میسر آنے کے باوجود مرحوم جانبر نہ ہو سکے۔ اس طرح خدائی تقدیر انسانی تدبیر پر غالب آئی۔ ہسپتال میں وفات کے بعد پولیس کی طرف سے ضابطہ کی کارروائی ہوتی رہی حتیٰ کہ آج تین بجے بعد دوپہر جنازہ قادیان پہنچا۔ تجہیز و تکفین کے بعد ۳ بجے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی نے احاطہ لنگر خانہ میں کثیر التعداد حاضر الوقت درویشانِ کرام کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم چونکہ موصی تھے اسی لئے بہشتی مقبرہ قطعہ نمبر ۹ میں تدفین ہوئی جنازہ اور تدفین کے وقت مرحوم سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم دوستوں کی بھی بھاری تعداد حاضر رہی۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے دعا کرائی۔

مرحوم ایک نیک، صالح، مخلص، پابندِ صوم و صلوٰۃ اور سلسلہ کی مالی تحریکات میں حسبِ توفیق حصہ لینے والے نوجوان تھے۔ مرحوم اپنے پیچھے چار لڑکیاں اور چار لڑکے اور سوگوار بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ لڑکے سب چھوٹی عمر کے ہیں جن میں سے بڑے لڑکے کی عمر ۱۳ سال ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ نیز مرحوم کے سب پسماندگان کو اس المناک حادثہ اور تکلیف دہ صدمہ کو احسن رنگ میں برداشت کرنے کی توفیق دے اور تمام بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

اخبارِ قادیان

محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال سرینگر میں مسجد احمدیہ کی تعمیر کے سلسلہ میں ضروری امور کی انجام دہی کے بعد مؤرخہ ۲۰/۶ کو بذریعہ ہوائی جہاز واپس تشریف لے آئے۔

• مؤرخہ ۲۰/۶ کو مکرم بدر الدین صاحب عامل کارکن دفتر اخبار بدر کی بچی جو دو روز قبل پیدا ہوئی تھی، وضع حمل میں تکلیف کے باعث سول ہسپتال بٹالہ میں داخل کی گئی تھی وفات پا گئی۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

• مؤرخہ ۱۹/۶ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی نے عزیز نعیم احمد ابن مکرم فتح محمد صاحب نانبائی درویش کی شادی کے سلسلہ میں اجتماعی دعا کرائی۔ مؤرخہ ۲۱/۶ کو عزیز موصوف اپنی شادی کی غرض سے [illegible] روانہ ہو گئے۔

ولادت

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم [illegible] کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤرخہ ۱۱/۶ کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام "طاہر احمد غوری" تجویز فرمایا ہے۔ احباب سے نومولود کی صحت و سلامتی اور نیک و خادمِ دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: محمد انعام غوری قادیان

انگلستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

بقیہ صفحہ (۲)

حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کو دُنیا کے کونے کونے میں اُجاگر کرنا ہے۔ اور بنی نوعِ انسان کے لئے حقیقی امن اور خوشحالی کے سامان پیدا کرنے ہیں۔ لیکن یہ ایک دِن کا کام نہیں ہے۔ اِس کے لئے برسوں ہمیں نسلاً بعد نسلٍ قربانیاں دے کر اور عادتوں کو بدل کر اور گند سے نکل کر اور گندی عادتوں کو چھوڑ کر اور نیکی کا لبادہ پہن کر اور خدا تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپنے اعمال پر چڑھا کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار میں فنا ہو کر یہ جنگ جیتنی ہے۔ اِس لئے جماعت اپنے اندر وہ فرقان پیدا کرے جو الٰہی سِلسلوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ تا کہ دُنیا خود بخود اسلام کی طرف کھنچی چلی آئے۔

حضورؑ نے آخر میں فرمایا جماعتِ احمدیہ کو یہ سوچنا چاہیئے کہ اس کا مقام کیا ہے اور وہ کونسی ذمّہ داریاں ہیں جو اس پر ڈالی گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ اُس نے جماعتِ احمدیہ کو غلبۂ اسلام کی مہم کے لئے چُن لیا ہے۔ اِس انعام پر جماعت خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شُکر ادا کرے کم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اپنے درختِ وجود کی شاخیں قرار دیا ہے۔ اور بشارتیں دی ہیں کہ جماعت کے لوگ جو صدق و وفاء کا نمونہ بن جائیں گے وہ جس چیز کو ہاتھ لگائیں گے، خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا۔ چنانچہ ہزاروں لاکھوں احمدی اس بات کے گواہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اُن سے پیار کیا اور اُن کے وجود کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کا نشان بنا دیا۔

حضور نے فرمایا میں احبابِ جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خدا کے اِس پیار کو اور اس کے احسان کو قدر کی نِگاہ سے دیکھیں۔ اور اپنی ذمّہ داریوں کو بطریقِ احسن ادا کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری کتابوں کو خود بھی پڑھیں۔ اور اپنی اولادوں کو بھی پڑھائیں کیونکہ آپ کی کتابوں میں وُہ سب علوم بیج کے طور پر یا تفصیلی رنگ میں موجود ہیں جو ہمارے ذہنوں میں نُورِ فراست پیدا کرتے ہیں اور ہمیں اِس لائق بنا دیتے ہیں کہ اُلجھنوں اور پریشانیوں میں مبتلا دُنیا کو قائل کر سکیں۔ کہ تمہاری نجات اور بھلائی اور خوشحالی کے سامان صرف اور صرف اِسلام میں ہیں اور کہیں نہیں ۞

(الفضل ۶ جولائی ۷۸ء)

لندن کی سہ روزہ بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس پر مشہور عیسائی اخبار "کیتھولک ہیرلڈ" کا تبصرہ

بقیہ صفحہ اوّل

اُس نے کشمیر میں گزاری، احمدیوں کی لندن میں منعقدہ کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے دی برٹش کونسل آف چرچز نے اِس امر کا بطورِ خاص ذکر کیا ہے کہ :-

"راسخ العقیدہ مسلمانوں کے مذہبی زعماء احمدیوں کے اِس عقیدہ کو کہ مسیح نے کشمیر جاکر وہاں طبعی طور پر وفات پائی خلافِ قرآن قرار دے کر اِس کی تردید کر چکے ہیں۔ لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ برطانیہ میں مقیم دوسرے مسلمانوں کا یہ کام ہے کہ وُہ لندن کانفرنس اور اس میں زیرِ غور آنے والے موضوع پر تبصرہ کریں۔

تبصرہ سے ہمارے گریز کی ایک خاص وجہ ہے۔ اور وُہ یہ ہے کہ ہمیں اس امر کا شدید احساس ہے کہ ماضی میں عیسائیت دوسرے مذاہب اور اُن کے بنیادی عقاید کو جارحانہ اور منفی قسم کے حملوں کا نشانہ بناتی رہی ہے یہ حملے اسی نوعیت کے ہوتے تھے جس نوعیت کے حملے عیسائیت کے بنیادی عقائد پر احمدی (اِس کانفرنس کی شکل میں) کر رہے ہیں۔ جب ہم پر ایسے حملے ہوں تو ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم ضرورت سے زیادہ مدافعت کا مظاہرہ کریں۔"

مسیحی عالی ظرفی کے اِس ثبوت سے خلیفۃ المسیح الثالث غیر متاثر نظر آتے تھے۔ اُنہوں نے کہا میں نے دی برٹش کونسل آف چرچز کے اِس بیان کو بہت دلچسپ پایا ہے۔ اور مَیں اس سے محظوظ ہُوا ہوں۔"

["کیتھولک ہیرلڈ" ۹ جون ۱۹۷۸ء ص۳
Catholic Herald
June 9, 1978 Page 3]

(بحوالہ الفضل ۷ جولائی ۱۹۷۸ء)

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
PHONES. 52325/52686 P.P.
ویرائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پریلیدر سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
چپل پروڈکٹس
۲/۲۹ م مکھنیا بازار - کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹوونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
AUTOWINGS,
آٹوونگس
32, SECOND MAIN ROAD
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004.
Phone No. 76360.

ضرورت ہے

صدر انجمن احمدیہ کے کچھ صیغہ جات میں کچھ آسامیاں کارکنانِ درجہ اول و دوم کی خالی ہیں جن کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ امیدوار درخواست بھجواتے ہوئے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں۔

(۱) درخواست سادہ کاغذ پر بقلم خود اُردو زبان میں لکھی جائے۔ (۲) تعلیمی قابلیت کی مصدقہ نقول یا فوٹو سٹیٹ کاپی درخواست کے ساتھ بھجوائی جائے ٭ تعلیمی قابلیت مندرجہ ذیل ہونی ضروری ہے :-
کارکن درجہ اوّل: گریجو ایشن (بی اے۔ بی کام۔ بی ایس سی وغیرہ)۔ کارکن درجہ دوم: میٹرک۔
(۳) فزیکل اور میڈیکل فٹنس سرٹیفیکیٹ بھی درخواست کے ساتھ بھجوایا جائے۔
(۴) امیر جماعت/صدر جماعت مقامی اور لوکل انجمن کی سفارش اور چال چلن کے بارے میں تصدیق شامل کی جائے۔ (۵) اپنی عمر کا سرٹیفیکیٹ بھی شامل کیا جائے۔ (۶) پہلے ملازم ہونے کی صورت میں سابقہ تجربہ (۷) امیدوار اُردو پڑھنا لکھنا جانتا ہو۔
(۸) درخواست میں یہ وضاحت ہو کہ امیدوار کنوارہ یا شادی شدہ ہے۔ شادی شدہ ہونے کی صورت میں فیملی کے افراد کی تعداد۔

گریڈ
کارکن درجہ اوّل : 185-10-235-12-367
کارکن درجہ دوم : 160-8-200-10-320

دیگر مراعات: مہنگائی الاؤنس (سروس کمیشن کے امتحان کے بعد) P.F. - رہائش اور طبی سہولیات میسر ہوں گی ——— خواہش مند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔

ناظر اعلیٰ - صدر انجمن احمدیہ قادیان - ضلع گورداسپور (پنجاب) (پن : ۱۴۳۵۱۶)

ناظر اعلیٰ قادیان

تاریخی دینی ادارہ مدرسہ احمدیہ کی تعمیرِ نو کیلئے

صاحبِ استطاعت احباب کے مخلصانہ وعدوں کا انتظار

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے احبابِ جماعت کے دلوں میں قربانی کا نہایت قابلِ قدر جذبہ پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ مدرسہ احمدیہ کی تعمیرِ نو کے لئے نظارت ہذا کی طرف سے جو تحریک کی گئی تھی، اُس کے جواب میں بعض مخلصین نے ایک ایک کمرہ کے مکمل اخراجات کے وعدے ارسال فرمائے ہیں اور بعض نے اپنی استطاعت کے مطابق ایک سو، دوسو یا ہزار روپیہ کی رقوم ارسال فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی قربانی کو قبول فرمائے۔ اور جزاء خیر بخشے 'آمین'۔

جماعت کے جو دوست استطاعت رکھتے ہوں، اُن کے لئے اِس صدقہ جاریہ کیلئے مالی قربانی کا بہت عمدہ موقع ہے۔ اور نظارت ہذا اُن کے مخلصانہ وعدوں کی منتظر ہے۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری بطور انسپکٹر تحریکِ جدید برائے بہار و بنگال

جملہ جماعت ہائے صوبہ بہار و بنگال کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری انسپکٹر تحریکِ جدید کے طور پر مورخہ ۲۵ ۷/۷۸ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق معائنہ حسابات و وصولی چندہ تحریکِ جدید کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ جملہ احباب جماعت و عہدیداران جماعت و مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ اُن کے ساتھ کماحقہٗ تعاون فرمائیں۔

وکیل المال تحریکِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان		-	۲۵ ۷/۷۸	پکوڑ	۱۱ ۸/۷۸	۱	۱۲
آرہ	۲۶	۱	۲۷	بھاگلپور	۱۲	۱	۱۳
ارول	۲۷	۱	۲۸	رانچی سملیہ	۱۴	۱	۱۵
گیا	۲۸	۱	۲۹	چیائے باسہ	۱۵	۱	۱۶
پٹنہ	۲۹	۱	۳۰	جمشید پور	۱۶	۲	۱۸
مظفر پور	۳۱	۱	۱ ۸/۷۸	موسیٰ بنی مائینز جھنڈار	۱۸	۳	۲۱
بھرت پور سیوان	۱ ۸/۷۸	۱	۲	کلکتہ	۲۲	۴	۲۶
مظفر پور	۲	۱	۳	برلشہ	۲۶	۱	۲۷
بھاگلپور۔ برہ پورہ	۴	۳	۷	ڈائمنڈ ہاربر	۲۷	۱	۲۸
خانپور ملکی	۷	۲	۹	کیرا	۲۸	۱	۲۹
بلاری	۹	۱	۱۰	کلکتہ	۲۹	۱	۳۰
مونگھیر	۱۰	۱	۱۱	قادیان	۱ ۹/۷۸	-	-

لندن کانفرنس کے دوسرے روز کی مختصر روداد (بقیہ صفحہ ۸)

قرار داد کے الفاظ یہ ہیں:۔

"ہم ("مسیح کی صلیبی موت سے نجات" کے موضوع پر بین الاقوامی کانفرنس کے) جملہ مندوبین حکومتِ بھارت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سرینگر (کشمیر) کے محلہ خانیار میں واقعہ "روضہ بل" کو ایک تاریخی اور مذہبی اہمیت کی حامل یادگار کا درجہ دے۔ ہم یہ یقین رکھتے ہیں اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ فی الاصل خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی مسیح ناصری علیہ السلام کا مزار ہے ہم یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ اس مقبرہ کی مستقل دیکھ بھال اور اس کی حفاظت کا مناسب انتظام کیا جائے ہماری یہ بھی درخواست ہے کہ ضروری مرمت اور اس کی تزئین و آرائش کا کام فوری طور پر شروع کیا جائے تاکہ اسے محفوظ کرنے اور محفوظ حالت میں برقرار رکھنے کا مقصد پورا ہو سکے۔ ہم یہ بھی استدعا کرتے ہیں کہ مقبرہ مذکور کی اصلیت کے بارہ میں تحقیقات کی اجازت دے کر اس موضوع پر مزید ریسرچ کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اس بارہ میں ہر ضروری سہولت بہم پہنچائی جائے۔

اِس قرار داد کی ایک نقل اقوام متحدہ کے ادارے "یونیسکو" کو اِس درخواست کے ساتھ بھجوائی جائے کہ وہ حکومت ہندوستان کو اس سلسلہ میں ہر قسم کی امداد فراہم کرے۔"

اِس قرار داد کے متفقہ طور پر منظور ہونے کے بعد کانفرنس کے دوسرے روز یعنی ۳ جون کا دُوسرا اجلاس جو (۲ جون کے افتتاحی اجلاس کو شامل کر کے) کانفرنس کا تیسرا اجلاس تھا۔ ۶ بجے شام نہایت کامیابی اور خیر وخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہُوا۔

(الفضل ۴ جولائی ۱۹۷۸ء)

رمضان المبارک میں صدقہ و خیرات اور فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر اُن کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ سب کو اس ماہِ صیام کی برکات سے وافر حصّہ عطا فرمائے۔ اُن کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویّہ کے مطابق رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے۔ اِس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ کہ آپ رمضان المبارک میں تیز رفتار آندھی سے بھی بڑھ کر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو۔ نیز ضعفِ پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو۔ اُس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ تا وُہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے۔ تا اُن کے روزے قبول ہوں۔ اور جو کمی کسی پہلو سے اُن کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے۔ وُہ اُس زائد نیکی کے صدقے پُوری ہو جائے۔

پس ایسے احبابِ جماعت جو مرکزِ سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے صدقات اور فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کرانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم:

"امیر جماعت احمدیہ قادیان"

کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ اُن کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے (آمین)۔

درخواستِ دُعا

کرنول سے مکرم محمد عظمت اللہ صاحب احمدی اپنے کاروبار میں برکت، پریشانیوں کے ازالہ اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(خاکسار: محمد کریم الدین شاہد قادیان)